

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِللاداد بی

از نیو القدر بک کارپوریشن

گنج بخش روڈ لاہور ۵۵۳۵۹

مجموعۃ الاسلام غزالی وقت محدث اعظم حضرت علامہ

سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

شیخ الحدیث و مستم مدرسہ انوار المسلمون ملتان

ناشر، مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِللاداد بی

از

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مکتبہ

ناشر مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال



غرض ناشر

قارئین کرام

حضرت غزالی زماں دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی علی مقدس میں تمام کتابت نیازت نہیں۔
معراج انسبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحق المبین، تقریر منیر، تسکین الخواطر، حجت حدیث حبیبی، بندہ پایہ
علی کتابیں ابی علم سے آپ کی بدلت علم کا سکہ منوا چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب میلاد النسبی و صلی اللہ علیہ وسلم
کلمہ کراپ نے علماء اور شائق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور خصوصاً ارباب منبر پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔
اگرچہ اردو زبان میں اس موضوع پر بے شمار تصنیفات شائع ہو چکی ہیں۔ مگر ان میں زیادہ تر
انہی واقعات کو لکھنے پر اکتفا کیا گیا جو زبانِ زدِ خاص و عام ہیں۔ لیکن حضرت غزالی زماں دامت برکاتہم
نے قرآن و حدیث فقہ و تفسیر سیرت و تصوف کی بے شمار کتابوں کے گہرے مطالعے کے بعد وہ گہر ہاتے
گرا نایہ صفحاتِ قرعاس پر بکھیرے ہیں۔ جن کو قبل ازیں عوام کا تو ذکر ہی کیا خواص میں سے بھی بہت ہی
کم حضرات کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہوگا۔
یہ کتاب پہلے ہی کئی بار طبع ہوئی، لیکن اس کی کتابت و طباعت پر کما حقہ توجہ نہ دی
گئی۔ اب احباب کے پُر زور مطالبے پر ”مکتبہ فریدیہ ساہیوال“ نے پوری محنت
معیاری کتابت و طباعت اور جدید صورت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔
”اگر قبول افتد زہے عز و شرف“

ابو العباس حافظ نعمت علی چشتی
سیالوی



مَحْمَدٌ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

صبح طیبہ

صبح طیبہ میں ہوئی بُنا ہے بارِ نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تمارا نور کا

ماہِ ربیع الاول شریف وہ نورانی مہینہ ہے جس کی آغوش میں نورِ مبین کے جلوے
قیامت تک چمکتے رہیں گے۔ بوجہ فرمانِ خداوندی و ذکرِ ہم با یام اللہ۔ آج ہمیں اس مبارک
دن کی یاد تازہ کرنی ہے جو سیدِ ایاہم الشریعین یوم ولادت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
یہ وہ مبارک دن ہے جس میں خدا کے سب سے پہلے اور آخری نبی جناب احمد مجتبیٰ حضرت
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ اس مضمون میں ہمیں سب سے پہلے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت و ولادت اور بخت پر روشنی ڈالنی ہے۔

کشمکش

عالم اجسام میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ذاتِ پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
عدم سے وجود میں جلوہ گر ہونا خلقتِ محمدی ہے۔ اور اس واپر دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا پیدا ہونا ولادت محمدی ہے۔ اور چالیس سال کی عمر شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی نبوت سے مشرف ہو کر لوگوں کو دین حق کی طرف بلائے پر مامور ہونا بعثت محمدی ہے۔ اور اس اجمالی گفتگو کے بعد تفصیل کی طرف آئیے۔ اور سب سے پہلے خلقت محمدی کا بیان قرآن و حدیث کی روشنی میں سنئے۔

خلقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اجسام سے قبل عالم امر میں ذوات انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا نص قرآن سے ثابت ہے جس کا مقتضایہ ہے کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ عالم ارواح میں موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكَ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكَ رَسُولٌ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِمْ وَتَنْصُرُوهُ ثَلَاثًا أَفَرَأَيْتُمْ إِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ مَنَّا مَعَكُمْ إِذَا أَنَا مَعَكُمْ فَأَوْفَرْتُمْ قَالَ فَاشْهَدُوا وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ قَالُوا نَعْلَمُ قَالُوا فَمَنْ يَمْلِكُ بَعْدَ ذَلِكَ قَائِلًا لَهُمْ أَنفَا يَنْتَوُونَ

اور جب لیا اللہ نے عہد میوں سے کہ جو کہہ دیا میں نے تم کو کتاب اور حکمت سے اور آئے تمہارے پاس رسول مقرر جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے۔ تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے۔ اور اسکی ضرورت دکر آگے فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس شرط پر میرے عہد کو قبول کر لیا۔ سب نے کہا ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا تو اب گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھر جلتے اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَا مَعَكُمْ إِذَا أَنَا مَعَكُمْ فَأَوْفَرْتُمْ قَالَ فَاشْهَدُوا وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ قَالُوا نَعْلَمُ قَالُوا فَمَنْ يَمْلِكُ بَعْدَ ذَلِكَ قَائِلًا لَهُمْ أَنفَا يَنْتَوُونَ

اور جب لیا اللہ نے عہد میوں سے کہ جو کہہ دیا میں نے تم کو کتاب اور حکمت سے اور آئے تمہارے پاس رسول مقرر جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے۔ تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے۔ اور اسکی ضرورت دکر آگے فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس شرط پر میرے عہد کو قبول کر لیا۔ سب نے کہا ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا تو اب گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھر جلتے اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

تمام نفوس بنی آدم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس قدسی نے بلی کہہ کر اللہ تعالیٰ کی راہنیت کا اقرار فرمایا۔ اور باقی تمام نفوس بنی آدم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار پر اقرار کیا۔ اس واقعہ کا قصصی بیان یہی ہے کہ ذات پاک مصطفیٰ علیہ التیمۃ والبنیٰ مخلوق ہو کر عدم سے وجود میں آئے۔

اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا اقرار اور تمہ سے اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ بن مریم و احمد نامہم ميثاقا غليظا

اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا اقرار اور تمہ سے اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ بن مریم و احمد نامہم ميثاقا غليظا

اس آیت کریمہ میں جس عہد اور اقرار کا بیان ہے وہ تبلیغ رسالت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکر انبیاء علیہم السلام سے تبلیغ رسالت پر عہد لیا۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے پہلے عہد لیا گیا۔ واقعہ یہی عالم میثاق کا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کی خلقت اس وقت نہ ہو گی تو اس عہد و اقرار کا ہونا کس طرح مقصور ہوتا۔

۱۔ امر کہ خلقت محمدی تمام کائنات اور خصوصاً جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کی خلقت سے پہلے ہے۔ تو اس مضمون کی طرف قرآن کریم کی بعض آیات میں واضح اشارات پائے جاتے ہیں۔ انعام اور آل عمران میں تو صراحتاً مارا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازل خلق ہیں۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ مخلوق ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كُنَّا نُنزِلُهُ فِي الْقَدْرِ وَإِنَّا كُنَّا نُنزِلُهُ فِي الْقَدْرِ

یہ سب رسول ہیں۔ نصیحت دی ہم نے انہیں

مَنْ تَكَلَّمَ اللَّهُ ذَرَفَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ.

کے بعض کو بعض پر بعض النامیں سے وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کئے۔

جن کے درجے بلند کیے، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کے درجوں کی ہر بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درجات خلقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ سب سے بلند ہے اور آپ سب سے پہلے مخلوق ہو کر سب کی اصل ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً بِلِقَائِ الْمُنِ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو لے کر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے۔

آیت کریمہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لیے رحمت ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے موم پر ہے۔ جیسے ”الحمد لله رب العالمین“۔ یہ بھی ہے کہ بعض مواقع میں اللہ تعالیٰ قرآن خارج کی وجہ سے مخصوص ہے لیکن اس آیت کریمہ میں کوئی دلیل معلوم نہیں پائی جاتی۔ بعض قرآن خارجہ اس کے موم کی تائید کرتے ہیں مثلاً یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہونا جبکہ رسالت سے ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کی وجہ سے رحمت ہیں۔ یہ بھی ہے کہ موم رسالت کے موم کے مین مطابق ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کے لیے اول ہوں گے۔ اسی کے لیے رحمت قرار پائیں گے۔ اب یہ معلوم کر لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی طرف اشارہ کر تشریف لائے۔ تو مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے۔

أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً.

میں ساری مخلوق کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہوں۔

جب وہ ساری مخلوق کے لیے رسول ہوئے تو رسول عالمین قرار پائے۔ لہذا ضروری ہوا کہ آپ رحمتہ للعالمین ہوں۔ ثابت ہوا کہ جس طرح حضور کی رسالت تمام عالمین کے لیے نام ہے

یہ بھی ہے کہ رحمت ہی تمام جہانوں کے لیے عام اور مومنی اللہ کو محیط ہے۔

اس لیے کہ کفار و مشرکین وغیرہ بدترین لوگوں کے لیے حضور رحمت نہیں اس لیے کہ وہ مذاہب اللہ ہیں کہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ظہور رحمت کے مراتب ہر ایک کے حق میں ہیں۔ روح المعانی میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔ ولا تفريق بين المؤمنين والكافرين في الايمان والجن في ذلك والرحمة متفاوتة، وتفسير روح المعانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لیے رحمت ہیں۔ اس بارے میں مومن و کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ مگر رحمت ہر ایک کے حق میں متفاوت اور متفاوت ہے۔ کہ ان کا مبتلائے مذاہب ہونا اس لیے ہے کہ انہوں نے جان بوجہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے منہ پھیرا اور نہ حضور کی رحمت میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمن اور رحیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی کفار مبتلائے مذاہب ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے رحمن و رحیم ہونے میں کچھ فرق آئے گا یا نکلے گی شے کے موم سے انہیں خارجی سمجھا جائیگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اللہ نہیں اور ہرگز نہیں، بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر شے پر وسیع ہے۔ مگر بعض افراد اپنی عدم اہلیت کی وجہ سے اس قابل ہی نہیں کہ رحمت خداوندی سے فائدہ اٹھائیں۔ معلوم ہوا کہ کسی کی رحمت سے فائدہ نہ اٹھانا رحمت کے موم کے منافی نہیں ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثناء تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں اور عالم ماسوا اللہ کو کہتے ہیں تو یہ بات بخوبی روشن ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرد عالم کے لیے رحمت ہیں۔ اور حضور کے رحمت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرتبہ ایمان میں تمام عالم کا موجود ہونا۔ اس طرح وسیع الوجودات فعلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان میں حضور کے لیے کوئی فرد ممکن موجود نہیں ہو سکتا۔ وجود نعمت ہے۔ اسی عدم اس کی ضد کل موجودات نعمت ہیں۔ موم کے موم سے وابستہ ہیں، ظاہر ہے کہ جو فادات کسی کے وجود کا سبب اور باعث ہوں وہ یقیناً اس کے لیے رحمت ہے۔ رحمت کی حاجت ہوتی ہے۔ اور جس چیز کی حاجت ہو

محتاج سے پہلے ہوتی ہے۔ چوں کہ تمام عالمیں اپنے وجود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے حضور کا وجود ضروری ہوگا۔ نیز یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے وجود کا سبب اور ان کے موجود ہونے میں واسطہ ہیں۔ تو اس وجہ سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالمیں سے پہلے موجود و مخلوق ہونا ضروری ہے کیونکہ سبب اور واسطہ ہمیشہ پہلے ہوا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اسی آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل کائنات ہونا بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر عرائس البیان ص ۵۲ و صاحب تفسیر روح المعانی نے ص ۹۶ پٹے۔ اسی آیت کے ذیل میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے۔ اے ذات پاک محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت اصل کائنات ہونے کی حیثیت سے کل موجود عالمیں سے پہلے ہے۔ الحمد للہ خوب واضح ہو گیا کہ خلقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات سے پہلے ہے۔

تیسری آیت جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت خلقت کی طرف واضح اشارہ پایا ہے۔ آیت کریمہ "وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" ہے۔ یعنی میں سب سے پہلا مسلم ہوں۔

صاحب عرائس البیان فرماتے ہیں۔ "وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" اشارۃً الی تقدم روحہ ہرہ علی جمیع الکون اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی روح پاک اور جو ہر مقدس و نیکو انسانوں کے اللہ پر مقدم ہے۔ عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۲۳۸

ظاہر ہے کہ اختیار یا غیر اختیاری اسلام سے تو عالم کا کوئی ذرہ خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا۔ "لَا اَسْأَلُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَوْهًا وَاَلَيْسَ بِزَجَّعُوْنَ"۔

پھر سب اسلام لانے والوں سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت ہو سکتے ہیں جبکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے ہوں۔ لہذا اس آیت سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کائنات سے پہلے معلوم ہوتی۔

اس کے بعد امدادیت میں مضمون کو ملاحظہ فرمائیے۔

امام عبدالرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے ہاں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کو کسی ہے جسے اللہ تعالیٰ تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اے حبیب! پہلی چیز اللہ تعالیٰ تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی شہادت کے موافق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ روح تھی نہ قلم تھا۔ نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوقات کو پیدا کرے۔ تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنا دیا۔ دوسرے حصے سے عرش پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ تو پہلے حصے سے عرش بنا دیا۔ دوسرے حصے سے کرسی اور دوسرے حصے سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے زمین اور تیسرے حصے سے جنت اور دوسرے حصے سے عرش پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ تو پہلے حصے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا اور دوسرے حصے سے اللہ تعالیٰ کا نور پیدا کیا جو معرفت الہی ہے۔ اور تیسرے حصے سے ان کا نور انیس پیدا کیا اور وہ توحید سے اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔ قالوا لا اللہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ

امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴

امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴
امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴
امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴
امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴

امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴
امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴
امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴
امام عبداللہ بن مبارک سیرت حبشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۴

قلت لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم عبد الرزاق قال لا رقهيل بن النخعي

جلد ۱۰

امامان ساری مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبد الرزاق سے بہتر دیکھا انہوں نے فرمایا "نہیں"

امام مہدیینی ناہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدیقہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے اقرار فرماتے ہیں: "قد خلق کل شی من نورہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث العصیم اسی حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل النبوة میں تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ مطابق المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ غامسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قد قال الاشعری انہ تعالی نور لیس کالانوار الروح النبوی القدسیہ لطف من نورہ والاملا شک شہر تذلک الانوار وقال صلی اللہ علیہ وسلم اقل ما خلق اللہ نوری ومن فزی خلق کل شی وغیرہ مما فی سعناہ یعنی متعاند میں اہل سنت کے امام سید ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔"

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارق النبوة میں فرمایا: "اور حدیث صحیح وارہ شد کہ اقل ما خلق اللہ نوری مدارق النبوة جلد ۴ میں پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا اور تصحیح فرمانا اس پر اعتقاد کر کے اس سے مسائل استنباد کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشنی دلیل ہے خصوصاً سیدنا مہدیینی ناہی رضی اللہ عنہ مدیقہ کے نبوت کے افاضات اللسان فی مدوم العلم میں اس حدیث کے متعلق

حدیث الصبح فرمایا صحت حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نورہ کی اضافت بیان یہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے نور قانی بدلہ اول ص ۴ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا مادہ ہے۔ نعوذ باللہ

حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے اس لیے کہ ایسا ناپاک عقیدہ منہاں کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے معذور رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتی تہل فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اول تھی۔ بغیر اس کے ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے۔ یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا البتہ نکتے اور لطیفے کے طور پر آنا کہا جاسکتا ہے کہ جن طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔ لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوتی بشیشہ سورج سے روشن ہوا۔ اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا اور نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور کو پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے جانیے کہ جب ساری مخلوق حضور کے نور سے موجود ہوئی تو ناپاک، خبیث اور قبیح اشیاء کی بُرائی اور قباہت معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہوگی جو حضور کی شدید ترین ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب و جود میں اور کل مخلوقات حضور علیہ السلام کے آفتاب و جود سے فیضانی و جود حاصل کر رہی ہے جس طرح اس ظاہری آفتاب کی شنائیں تمام کرمہ ارضی میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات جمیع موالید اور جواہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہے۔ اور کسی کی اپنی بُری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا، نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے لیے قباہت اور نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے زمزمی چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی یہ تاثیرات معدنیات و نباتات وغیرہ کے الوان معلوم و درویش، کھٹا، میٹھا مزا، اپنی بُری بوسب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لیے مار کا موجب نہیں، کیوں کہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور اس لطافت کے مرتبہ میں کوئی اثر بُرا نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر انہیں قبیح، ناپاک اور بُرا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان برائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا۔ اسی طرح عالم اجسام میں کیفیت اور نجس چیزوں کا کوئی اثر حضور علیہ السلام کی ذات پاک پر نہیں پڑ سکتا۔

اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں ناپاک گندی چیزوں پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہو سکتیں۔ تو انوار محمدی کی شعاعیں عالم موجودات کی برائیوں اور نجاستوں سے معاذ اللہ کیوں کر متاثر ہو سکتی ہیں۔ نیز یہ کہ حضور علیہ السلام کے نور میں حقائق اشیاء پائی جاتی ہیں اور حقیقت کسی چیز کی نجس اور ناپاک نہیں ہوتی۔ نجاستیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ نجاستوں کا جو کما و کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی کے نجس اجزاء پر دلوں کی غذا بن کر غذا نافع، پھول

اور پھل سبزیوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ اور وہی اجزائے لطیفہ نذہ اور پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے پیتے اور کسی قسم کا تردد و دل میں نہیں لاتے۔ مگر ہوا کہ ناپاک کی کے اثرات ضرور و نفیسات آتے ہیں۔ جو محض امور اعتباریہ ہیں حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتیں اس لیے کل مخلوقات کا نور محمدی سے موجود ہونا کسی اعتراض کا موجب نہیں۔

تقسیم نور

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو بار بار تقسیم نور کا ذکر آیا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ نور محمدی تقسیم ہوا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نور محمدی کو پیدا فرمایا تو اس میں شمع و در شمع بڑھا تا گیا اور وہی مزید شمعیں تقسیم ہوتی رہیں۔ اس مضمون کی طرف علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ فرمایا۔ دیکھئے زرقانی علی الموابہب جلد اول ص ۱۴۰۔

ربا یہ شبہ کہ نور محمدی سے روح محمدی مراد ہے۔ لہذا حضور علیہ السلام کا نور ہونا ثابت نہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں نور نبیک من نورہ واروہ ہے جس طرح نور میں اللہ بیانیہ ہے۔ اور لفظ نور سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی طرح نور نبیک میں انصاف بیانیہ ہے۔ اور لفظ نور سے ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ لہذا ذات محمدی کو لفظ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں، بے خبری پر مبنی ہے جسم اقدس کی لطافت اور نورانیت پر انشا۔ اللہ ہم آئندہ گفتگو کریں گے۔ سر و ست آئینہ من کردینا کافی سمجھتے ہیں کہ حدیث جابر میں تمام اشیاء سے پہلے جس نور محمدی کی خلقت کا بیان ہے، وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کا نور ہے۔ اور وہ اس لطیف حقیقت کو بھی شامل ہے۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی اور پاکیزہ جزائے جمیہ کا جوہر لطیف کہا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ نور پاک محمدی علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا گیا۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔

وفي الخبر لم يخلق الله تعالى آدم جعل ادم (ذلك النور) نور المصطفى في ظهره فكان شدة (بهر في جبينه) الخ زرقان على الواهب جلد اول و ۴۴. مواهب له فيه جلد اول و ۴۴. ترجمہ: حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا۔ وہ نور پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم میں ہونیکے پیشانی آدم علیہ السلام سے چمکتا تھا۔ اور آدم علیہ السلام کے باقی اوار پر غالب ہو جاتا تھا۔ یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ پشت آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے وہ لطیف اجزائے جسمیہ تھے جو انسانی پیدائش کے بعد اس کی ریڑھ کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزائے اصلیہ کہلاتے جاتے ہیں۔ نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ہر باپ کے سلب میں اسکی اولاد کے ایسے ہی لطیف اجزائے بذیہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے منتقل ہو کر اس کی نسل کہلاتی ہے۔ اولاد کے ان ہی اجزائے جسمیہ کا آبا کے اصلا ب میں پایا جانا باپ بیٹے کے درمیان ولایت اور انیت کے رشتہ کا سنگ بنیاد اور سبب اصل ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک پیدا ہونیوال اولاد کے اجزائے اصلیہ رکھ دیئے۔ یہ اجزاء روح کے اجزاء نہیں۔ نہ روح کا کل ہیں کیوں کہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے۔ ایک سے زیادہ ایک بدن میں روح کا پایا جانا ہرگز باطل ہے۔ لہذا آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور علیہ السلام کی روح مبارک نہیں رکھی تھی بلکہ ہم اقدس کے جبریلیت کی نورانی شامیں گم گئی تھیں جو نور ذات محمدی کی شامیں تھیں۔

ارواح بنی آدم کا ان کے آبا کے اصلا ب میں نہ رکھنا مانا صحیحین کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ استقرار حمل سے پار مہینے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتیں کہنے کے لیے بھیجتا ہے۔ اس کا عمل عمر، رزق، اور دوزخی یا جنتی ہونا۔ پھر اس میں روح پھونک جاتی ہے۔ (مشکوۃ) معلوم ہوا کہ اولاد کی رو میں باپ کے سلب میں نہیں رکھی جاتیں، بلکہ شکم مادر میں پھونک جاتی ہیں۔

ایک شبہ کا ضروری ازالہ: شاید کوئی شخص اس غلط فہمی میں

سبب ہو جائے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ان کی قیامت تک ہونے والی تمام اولاد کو باہر نکال کر ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا تھا۔ مہر مہر ہوا کہ تمام بنی آدم کی ارواح آدم علیہ السلام کی پشت میں تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پشت آدم سے ان کی اولاد کی ارواح نہیں نکالی گئی تھیں۔ بلکہ وہ ان کے اشخاص مشابہ تھے جو مثال سورتوں میں ان کی پشت مبارک سے بقدرت ایزدی ظاہر کئے گئے تھے۔ کیوں کہ ہم ابھی حدیث صحیحین سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کے پیٹ میں نفخ روح کیا جاتا ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ نور محمدی اپنی عزت و کرامت کے مقام میں جلوہ گرہ۔ اور پشت آدم علیہ السلام میں اجزائے جسمانیہ کے جوہر لطیف کے انوار کھٹے گئے تھے جو اصلا ب ظاہرہ اور ارام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔

تطبیق

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا۔ اور بعض روایات میں دارو ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد ۱ و ۲ میں ہے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب نور مبارک پشت آدم ہی میں تھا۔ لیکن اپنے کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں پگھلا تھا۔ الحمد للہ! ہمارے اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کا بدن مبارک بھی نور تھا۔

صاحب روح المعانی حضور علیہ السلام کے اول خلق ہونے کے بارے میں اتمام فرماتے ہیں۔ ولذا کان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول المخلوقات ففی الخبر اول ما خلق اللہ تعالیٰ نور نبیک یا جابر (تفسیر روح المعانی ص ۱۶)

(ترجمہ: ۱) (چون کہ حضور علیہ السلام وصول فیض میں واسطہ غلطی میں) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول مخلوقات ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں دارو ہے، سب سے پہلے وہ چیز

جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ تیسرے نبی کا نور ہے، اسے جابرؓ

اس حدیث جابرؓ مذکورہ کو مولوی اشرف صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر العیوب صفحہ ۱ پر تفصیل سے لکھا ہے۔

(۲۱) حدیث حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد، امام بیہقی، و حاکم نے حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا، اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے، یعنی ان کا ابھی تپد بھی نہ بنا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث بر روایت ثمر بن اسد مذکور ہے۔ (مواہب اللذیہ جلد ۱ ص ۱۷۸)

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ خاتم النبیین کے معنی میں تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا نبی، یہ معنی دنیا میں متفق ہو سکتے ہیں۔ عالم ارواح میں ان کا معنی ثابت ہونا ممکن نہیں۔ لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور کا خاتم النبیین ہونا علم الہی میں مقدر تھا۔ یا یہ کہ بنا پر سے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی قطعاً آخری نبی ہیں۔ اور حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا۔ نہ یہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علم الہی میں مقدر تھا۔ کیوں کہ علم الہی میں تو ہر چیز مقدر تھی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آخر النبیین ہونے کا ثبوت اور ظہور و دو الگ مرتبہ ہیں اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ختم نبوت کے منصب پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مقرر فرما دیا۔ باری معنی کہ سب نبیوں کے بعد ان کا سرواڑ بن کر جانے والا نبی ہی محبوب ہے۔ اگرچہ جانے کا موقع ابھی نہ آیا ہو، یہ بالکل ایسا ہے کہ بادشاہ کسی کو امیر جہاد مقرر کر دے تو اس امارت کا ظہور جہاد پر جانے کے بعد ہی ہوگا۔ اس کا منصب جلیل پہلے ہی سے ثابت ہو گیا۔ اسی طرح یہاں نبیوں کے منصب خاتم النبیین کا ثبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پہلے سے ثابت تھا۔ لیکن اس کا ظہور دنیا میں نشر

اس کے بعد ہوا۔

اس بیان سے ایک اصول ظاہر ہو گیا کہ ثبوت کمال کے لیے اسی وقت ظہور لازم نہیں۔ اسی لیے اہل سنت کا مسلک ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات محمدیت کے ساتھ نصف ہو کر پیدا ہوئے۔ لیکن ان کا ظہور اپنے اوقات میں حسب حکمت و مصلحت خداوندی ہوا۔

(۲۲) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کو نبوت کب ملی؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔ و آدم بین الروح و الجسد آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یعنی ان کے جسم میں جان نہیں ڈالی گئی تھی۔

یہ روایت ترمذی شریف کی ہے۔ اور علامہ ابویوسف ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ انہیں الفاظ میں حضرت میسرہ سے ایک حدیث مروی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا۔ اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابونعیم نے علیہ میں یہ حدیث روایت کی اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ (مواہب اللذیہ جلد ۱ ص ۱۷۸)

(۲۳) حدیث حضرت امام زین العابدین علی ابارہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد محترم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”میں پیدا ہوا آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا“ (السان العیون جلد اول ص ۱۷۸)

ازالہ شبہ

اس روایت میں خلق آدم علیہ السلام سے صرف چودہ ہزار برس پہلے حضور کے نور پاک کا ذکر ہے۔ حالانکہ بعض روایتوں میں اس سے بہت زیادہ سالوں کا ذکر بھی وارد ہے۔ یہ

یہ تعارض یکے رفع ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے۔ اس سے زیادہ کی نفی نہیں۔ لہذا کسی دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔

۵ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا۔ آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا حضور! اس کے ہوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے مجاہد غفلت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا۔ جس میں نے اپنی عمر میں ستر ہزار مرتبہ دیکھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا "اے جبرائیل! میرے رب کی عزت و بلال کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔" (السان العیون جلد ۲، روح البیان ص ۵۵)

آیات و امارت کی روشنی میں اور بعض علماء مفسرین کی تصریحات کے منہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت مبارکہ کا نہایت مختصر بیان ناظرین کرام کے سامنے آگیا۔ اور اس اثنا میں بعض فوائد بھی مذکور ہو چکے۔ اس کے بعد ولادت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

ولادت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیان سابق میں یہ بات آچکی ہے کہ حضور علیہ السلام کا نوپاک آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا۔ جو ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ وہی نور مبین اصلاط طاہرہ اور ابرہیم طیبہ میں منتقل ہوا۔ جیسا کہ ابو نعیم کی روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے تمام آباؤ اجداد سفاح سے پاک ہیں۔ یعنی میرے والدین نامہدین سے لے کر آدم و حوا علیہما السلام تک کوئی مریا عورت ایسا نہیں ہوا۔ جس نے معاذ اللہ کسی قسم کی فحاشی اور بیعتی کا کام کیا ہو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہمیشہ اصلاط طیبہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل فرمایا۔

انوار المحمدیہ مطبوعہ مصر ۱، مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱

مشکوٰۃ شریف میں حضرت واقد بن الاسقع سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے محمد کو۔ بعض دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا صفی اور برگزیدہ بنا کر انکی اولاد میں سے حضرت نوح علیہ السلام کو چن لیا۔ اور نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا۔ انہی دو دلائل النبوة میں ابو نعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت لکھتے ہیں۔

ام المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں۔ اور حضور علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں نے تمام مشرق و مغرب کو دیکھا، میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں انصاف والاکوئی نہ پایا۔ نہ خاندان بنی ہاشم کی طرح کوئی خاندان افضل دیکھا۔ (انسان المعین جلد ۱ ص ۲۹)

حافظ ابو سعید خدری اور ابو بکر بن ابی مریم سے اور وہ ابوسعید بن عمر و انصاری سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور ان کے والد ماجد سیدنا کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب حضرت عبدالطلب میں منتقل ہوا۔ اور وہ جوان ہو گئے۔ تو ایک دن حکیم کعبہ میں سوئے، آنکھ کھل تو دیکھا کہ آنکھوں میں سرور لگا ہوا ہے۔ سرمی تیل پڑا ہوا ہے۔ اور حسن و جمال کا لباس زیب تن ہے۔ وہ نہایت حیران ہوئے کہ نہیں معلوم یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ان کے والد ان کا ہاتھ پکڑ کر کانٹوں کے پاس لے گئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پہلے قبیلہ سے نکاح کیا۔ پھر ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا۔ اور حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے ساتھ ماطہ ہو گئیں۔ یعنی حضور کے والد ماجد جناب عبداللہ اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ گر ہو گئے۔ جناب عبدالطلب کے جسم سے نشک کی خوشبو آتی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکتا رہا۔ جب مکہ میں قوط ہوتا، تو لوگ عبدالطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شہیر کی طرف جاتے تھے۔ اور ان کے ذریعہ سے تقرب خداوندی و عزت ابدی کے لیے دُعا میں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیق قبول فرماتا اور کثرت سے رحمت کی بارش برستی۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ جلد اول)

ابونعیم اور خزاعی اور ابن عساکر نے بطریق و ملا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ کہ جب حضرت عبدالطلب اپنے فرزند زید بن عبدالمطلب جناب عبداللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لے کر چلے تو راستہ میں ایک کابنیل جو یہودیہ ہو گئی تھی۔ اور وہ کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی۔ اس کو نور شہیرہ کہتے تھے اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے میں نور نبوت چمکتا ہوا دیکھا۔ تو حضرت عبداللہ کو اپنی طرف

نے لگی۔ مگر حضرت عبداللہ نے انکار فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۹)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اہبات الی آدم وحواء علیہما السلام کے زمانہ وفاتی سے پاک ہونے پر اجماع امت ہے۔ البتہ ہر فرد کے مومن ہونے پر اختلاف ہے۔ روافض نے حضور علیہ السلام کے جین آباء کے ہر فرد کو مومن انساناً قطعاً اور ضروریات ایمان سے قرار دیا۔ اور اہلسنت نے اس کو قطعی اور مجتہد فیہ مانا۔ اسی وجہ سے اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہو گئے۔ لیکن متاخرین مجہور اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے والدین اجدین سے لے کر آدم وحواء علیہما السلام تک کل آباء و اہبات مومن و موحد ہیں۔ اور کسی کا کفر و شرک قطعاً ثابت نہیں۔ ان معقین متاخرین کے نزدیک آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ چچا ہیں۔ محاورات عرب میں چچا پر باپ کا اطلاق کثرت جرتا ہے۔ اور بن روایات میں ان ابی و ابا لانی لانا آیا ہے۔ وہاں بھی فقط اب سے بولہب وغیرہ مشرکین مراد ہیں۔ والدہ مکرمہ کے لیے حضور علیہ السلام کو استغفار کا اذن نہ ہونا بھی معاذ اللہ ان کے کفر کی دلیل نہیں بلکہ گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیوں کہ غیر نبی اور غیر رسول کے لیے استغفار کا لفظ اس کے حق میں گناہ کا دہم پیدا کرتا ہے۔ چون کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آیام فرتہ میں تھے۔ اس لیے ان کی نجات کے لیے اقتدار توصیف کافی تھا۔ کسی شریعت و احکام الہی کا اس وقت موجود نہ تھا جس کی وجہ سے کوئی کام گناہ قرار پاتا۔ اور اس سے ان کا چچا ضروری ہوتا۔ لہذا ان کے حق میں استغفار کا اذن نہ ہوا تاکہ کسی کا ذہن ان کے گناہ کا دہم پیدا نہ کرے۔

نیز حضور علیہ السلام کے والدین اجدین کا زعم ہونے کے بعد ایمان لانا بھی اس لئے نہ تھا۔ کہ وہ کفر پر معاذ اللہ مرے تھے بلکہ صرف اس لئے ان کو زندہ کیا گیا۔ کہ حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کی فضیلت بھی انہیں حاصل ہو جائے۔

حضور علیہ السلام کے والدین کے معنی کی اہت قدر کی عبارت "اما علی الکفر" علی مذت الشفاء ہے۔ "ای اما علی عبد الکفر" یعنی موت حضور کی نبوت اور اسلام کے ظہور سے پہلے اس عہد میں ہوئی۔ جو کفر و باطنیت کا عہد اور زمانہ تھا۔ یہ نہیں کہ معاذ اللہ کہ وہ کالت کفر مرے ہوں۔

علا علی قادی نے حضور علیہ السلام کے والدین مظلومین کے کفر پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن آخر پر جرح کر لیا۔ اور توبہ کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ جیسا کہ ماحشیہ نبراس ۵۲۵ پر ہے۔
ونقل توبہ عن ذلک فی القول المستحسن ۱۲

فائدہ

حضور کے والدین کا کفر ثابت کرنے میں علا علی قادی نے جس شدت اور فلو سے کام لیا اہل علم پر مخفی نہیں۔ اس کے باوجود بھی انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس مسئلہ کے ہوا باقی تمام مسائل میں خوش عقیدہ تھے۔ ظاہر ہے کہ خوش عقیدہ گم ضائع ہونے والی چیز نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق ان کے شامل مال ہوئی۔ اور وہ اس قول شنیع سے تائب ہوئے۔ فقیر کا رجحان طبع یہ ہے کہ علا علی قادی کے علاوہ بھی جن خوش عقیدہ لوگوں سے ایسی لغزش ہو گئی ہے۔ ان کے حق میں بھی جہد ہی حرمین رکھنا چاہئے۔ کہ مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی توفیق توبہ عطا فرمادی ہوگی۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

تفسیر کبیر وغیرہ میں بعض علماء کا وہ کلام جو انہوں نے حضور علیہ السلام کے والدین کا ایمان ثابت کرنے والوں کے دلائل پر کیا ہے۔ و حقیقت وہ ان ردافض کا رد ہے۔ جو اس مسئلہ کو قطعی قرار دے کر اسے ضروریات دین میں شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے عنوان کلام "قالت الشیعہ" اور اس کے بعد قال صاحبنا سے واضح ہے۔ یہ نہیں کہ ان یہ کلام اہلسنت کے رد میں ہے۔ اور معاذ اللہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین کو کافر کہہ کر اللہ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا پہنچایا ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

مواہب اللذیہ میں ام قسطنطینی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ جب اصحاب فیل کا بادشاہ ابرہہ معاذ اللہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ منظر پر چڑھائی کر کے آیا تو حضرت عبد المطلب قریش کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جبل شہیر پر پڑھ گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جناب عبد المطلب کی پیشانی میں شکل ہال نمودار ہو کر اس قدر قوت سے پڑا کہ اس کی شعاعیں

خانہ کعبہ پر پڑیں۔ حضرت عبد المطلب نے اپنی پیشانی کے نور کو خانہ کعبہ پر چمکاتا ہوا دیکھ کر قریش سے فرمایا کہ آپس چلو میری پیشانی کا نور جو اس طرح چمکا ہے۔ یہ اس بات کی روشنی دلیل ہے کہ ہم لوگ غالب ہیں گے۔ (مواہب اللذیہ جلد اول ۱۵)

حضرت عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے شکر والے کڑ کر لے گئے تھے۔ انہیں چڑھنے کیلئے جناب عبد المطلب ابرہہ کے پاس گئے۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی عظمت و ہیبت نور مقدس کی وجہ سے ابرہہ زار و تعظیم فوراً تخت سے نیچے اترا۔ پھر جناب عبد المطلب کو اپنے برابر بٹھالیا۔ (مواہب اللذیہ جلد اول ۱۵ تا تاریخ حبیب اللہ)

ابرہہ نے لشکر کو شکست دینے کے لیے اپنی قوم کا ایک آدمی بھیجا۔ جب وہ مکہ منظر میں داخل ہوا۔ اور اس نے جناب عبد المطلب کے چہرہ کو دیکھا تو فوراً جھک گیا۔ اور اس کی زبان لرزنے لگی۔ اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جس طرح بیل ذبح ہونے وقت خراٹے مارنے لگتا ہے جب ہوش میں آیا تو جناب عبد المطلب کے سامنے سجدہ کرتا ہوا گر پڑا اور کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سید قریشی ہیں۔ (مواہب اللذیہ جلد اول ۱۵)

ابرہہ کا ایک بہت بڑا سفید رنگ کا تمی تھا۔ باقی سب اتمی سدھائے ہوئے کی وجہ سے اسے سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور اس بڑے اتمی نے و باوجود سدھائے ہوئے ہونے کے بھی ابرہہ کو کبھی سجدہ نہ کیا۔ جب حضرت عبد المطلب ابرہہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے سائیں کو حکم دیا کہ اس بڑے سفید رنگ والے اتمی کو حاضر کرے۔ جب اتمی حاضر ہوا اور اس نے عبد المطلب کے چہرہ پر نظر کی تو ان کے سامنے ادب سے اس طرح بیٹھ گیا۔ جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔ پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی دی۔ اتمی نے کہا۔ السلام علی النور الذی فی ظہیرک یا عبد المطلب۔ سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پیشانی میں ہے۔ اے عبد المطلب۔

مواہب اللذیہ جلد اول ۱۵

انسان العین جلد اول ۱۵

عبد المطلب کی نذر اور خواب !

اور

حضرت عبداللہ بن عبد المطلب کی قربانی

ابتداء میں حضرت عبد المطلب کے صرف ایک صاحبزادہ عارضہ تھے۔ آپ نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے پورے دس بیٹے عنایت فرمائے اور وہ سب میرے معاون ہوں تو ان میں سے ایک بیٹے کی قربانی کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عبد المطلب زمزم کھودنے میں مصروف ہو گئے اور یہ کام ان کے لیے بڑی عزت و فخر کا موجب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دس بیٹے پورے کر دیئے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں :-

عارضہ - زبیر - جمل - منار - حقوم - ابولہب - عباس - حمزہ - ابو طالب - عبد اللہ
ان بیٹوں سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو ایک رات عبد المطلب کعبہ مطہرہ کے پاس قیام لیل میں مشغول تھے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک کنبہ والا کہہ رہا ہے کہ اے عبد المطلب اس بیت (کعبہ شریف) کے رب کی جو نذر مانی تھی وہ پوری کیجئے۔ عبد المطلب مرعوب ہو کر گہرائے ہونے اٹھے اور حکم دیا کہ فوراً ایک مینڈھا ذبح کر کے فقراء اور مساکین کو کھلا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر سوئے تو خواب میں دیکھا کہ کنبہ والا کہہ رہا ہے۔ "اس سے بڑی چیز قربان کیجئے" بیدار ہو کر ادھار دانت قربان کیا اور مساکین کو کھلا دیا۔ پھر سوئے تو نذر مانی۔ "اس سے بڑی چیز قربان کیجئے" فرمایا اس سے بڑی چیز کیا ہے ؟ نذر دینے والے نے کہا : اپنے ایک بیٹے کی قربانی کیجئے۔ جس کا آپ نے نذر مانی ہے۔ آپ یہ سن کر غمگین ہو گئے۔ اور اپنے سب بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں وفادار مذک طرف مبذول کرایا۔ سب نے کہا : "ہم سب آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ ہم میں سے جس کو چاہیں ذبح کر دیں" آپ نے فرمایا قرمہ اندازی

کر لو۔ قرمہ اندازی میں حضرت عبد اللہ کا نام نکلا۔ جو جناب عبد المطلب کے محبوب ترین بیٹے تھے۔ قرمہ نکالنے کے بعد عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کا ہاتھ پکڑا۔ پھری ل اور ذبح کرنے کے لیے چل دیئے۔ جب پھری پھیرنے کا ارادہ کیا۔ تو سادات قریش سب جمع ہو کر آگئے۔ اور عبد المطلب سے کہنے لگے : آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ؟ انہوں نے کہا میں اپنی نظر پوری کرنا چاہتا ہوں۔ سرداران قریش بولے کہ ہم آپ کو ایسا نہ کرنے دیں گے۔ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں غنہ پیش کر کے سبکدوش ہو جائیں۔ اگر آپ ایسا کر بیٹے تو ہمیشہ کے لیے بیافزع کرنے کی سخت جہاد ہو جائے گی۔ سرداران قریش نے مشورہ کر کے جناب عبد المطلب سے کہا : چلے فلاں کا ہند کے پاس ملیں جس کا نام قعبہ ہے۔ (بعض نے اس کا نام سہل بتایا ہے) شاید وہ آپ کو ایسی بات بتائے جس میں آپ کے لیے کشادگی اور گنہائش ہو۔ یہ سب لوگ کا ہند کے پاس پہنچے اور تمام واقعات بتایا۔ اس نے کہا : تم میں خوں بہا کتنا ہوتا ہے ؟ کہا گیا دس اونٹ۔ اس نے کہا آپ سب لوگ واپس چلے جائیں۔ اور دس اونٹ اور عبد اللہ کے دو مینڈے قرمہ اندازی کریں۔ اگر قرمہ عبد اللہ کے نام نکل آئے تو دس اونٹ بڑھا کر پھر قرمہ ڈالیں۔ اور جب تک عبد اللہ کا نام نکلتا رہے دس اونٹ بڑھاتے جائیں۔ یہاں تک کہ اونٹوں کے نام کا قرمہ ڈالیں جب ایسا ہو تو ان اونٹوں کو عبد اللہ کی بجائے ذبح کر دیا جائے۔ وہ قربانی گویا عبد اللہ کی ہوگی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ہر قرمہ پر عبد اللہ کا نام نکلتا رہا۔ اور دس دس اونٹ بڑھاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب سو اونٹوں تک پہنچے تو جناب عبد اللہ کی بجائے اونٹوں کا نام قرمہ میں نکلا۔ اور سو اونٹوں کو قربان کر دیا گیا۔ یہ قربانی اونٹوں کی نہیں بلکہ جناب عبد اللہ حضور علیہ السلام کے والد ماجد کی قربانی قرار پائی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں" یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب۔ انتہی

(مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۲۸)

بعض روایات میں آیا ہے کہ جناب عبد المطلب نے بیافزع کرنے کی نذر اس وقت مانی تھی جب آپ کو زمزم کا کنواں کھودنے کا خواب میں حکم دیا گیا تھا۔ اور اس سلسلہ میں آپ

کو کچھ پریشانی لاحق ہوئی تو آپ نے نذرمانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کام کو مجھ پر آسان کر دیا تو میں ایک نبی اللہ کے نام پر قربان کر دوں گا۔ (مواسب اللذیہ جلد اول ص ۱)

نسب شریف

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ترمذی سے بروایت حضرت عباسؓ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے، عبداللہ کا بیٹا، اور عبدالمطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا۔ تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا۔ یعنی انسان بنایا۔ انسان میں دو فرقے پیدا کیے، عرب اور مجھے اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا۔ پھر عرب میں کسی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا۔ یعنی قریش میں۔ پھر قریش میں کسی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا۔ یعنی بنی ہاشم میں۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ اور سفاح یعنی بدکاری سے نہیں پیدا ہوا ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی مجھ کو نہیں پہنچا۔ یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے اعتیاطی ہو کر تھی تھی میرے آباؤ اجداد سب اس سے منزہ رہے۔ پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہے۔ روایت کیا اس طرزی ابو نعیم اور ابن عساکر نے اوسط میں۔ (مواسب اللذیہ)

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا صرف تو عالمی خور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے اسلاف میں سے کبھی کوئی مرد عورت بطور سفاح کے نہیں ہے۔ کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہ ہو۔ مثلاً محل ہی نہ ٹھہرا ہو۔ وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکر و انات ہمیشہ برے کام سے پاک رہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اصلاط طیبہ سے احاطہ عابروہ کی طرف مصطفیٰ مہذب کر کے منتقل کرتا رہا۔ جب کبھی وہ شیعہ ہوئے۔ جیسے

عرب و عجم، پھر قریش و غیر قریش و ملی مذاہب میں بہترین شیعہ میں رہا۔ (مواسب اللذیہ)

والفیل ابو نعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشرق و مغرب میں پھرا، سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اس طرح جبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار صحت کے اس متن یعنی حدیث کے صفات پر نمایاں ہیں۔ (مواسب اللذیہ) یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے۔

آقا تھا گر دیدہ ام مہربان در تریذہ ام
بیار غریباں دیدہ ام لیکن تو چیز سے دیگر می

مشکوٰۃ میں مسلم سے روایت واثق بن اسحق سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم میں مجھ کو۔ اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔

نسب نامہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن غالب بن مہربن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

فائدہ

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ جناب عدنان تک لکھا ہے۔ کیوں کہ اس کے بعد نسب بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے "کذکلت النساء بن" اور مملو

ملائے نے بھی یہیں تک آپ کا نسب شریف لکھا ہے۔

زمانہ طفولیت

ابن شیح نے خالص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں کی جنبش دینے سے ہلاکراتا تھا۔ (مواہب اللدنیہ)

بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیہ کہتی تھیں کہ انہوں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا وہ یہ تھا۔ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرة و اصبلا جب ذرا سمجھ دار ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو کھیلتا دیکھتے گران سے علیحدہ رہتے۔ (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے) مواہب اللدنیہ

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علیہ آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتے۔ ایک بار ان کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنے رضاعی بہن شیماء کے ساتھ صبح دوپہر کے وقت مویشی کی طرف چلے گئے۔ حضرت علیہ آپ کی تلاش میں نکلیں۔ یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا۔ کہنے لگیں کہ اس گرمی میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا۔ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بادل کا کمرہ دیکھا۔ جوان پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا۔ اور جب چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا۔ یہاں تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہنچے۔ (مواہب اللدنیہ)

حضرت علیہ سعید سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکل چلا۔ اس قبیلہ کا یہی کام تھا۔ اور اس سال سخت قحط تھا۔ میری گردنیں ایک بچہ تھا۔ مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہوتا۔ رات بھر اس کے رونے کی وجہ سے نیند نہ آئی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا۔ میں ایک دراز گوش پر سوار تھی۔ جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔ ہماری بھی اس سے تنگ آ گئے تھے۔ ہم کہہ آئے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت نکیتی اندر یہ سنتی کہ آپ قہیم ہیں کوئی قبول نہ کرتی۔ (کیوں کہ زیادہ انعام و اکرام کی توقع نہ ہوتی۔ اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا۔ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں۔ میں تو اس قہیم کو لاتی ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ برکت عطا کرے غرض میں آپ کو جا کر لے آئی۔ جب اپنی فرنگاہ پر لائی اور گود میں لے کر دودھ پلانے لگی تو دودھ اعتدال آ کر آپ اور آپ کے رضائی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور پیٹ بھر کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا۔ غرض اس نے دودھ نکالا۔ اور ہم سب نے اونٹنی کا دودھ خوب سیر ہو کر پیا۔ اور رات بڑے آرام سے گزری اور اس سے پہلے سونا میسر نہ ہوتا تھا۔ شوہر کہنے لگا۔ اے علیہ تو تو بڑے برکت والے کو بچے لالی میں نے کہا ہاں۔ مجھے بھی یہی امید ہے۔ پھر ہم مکہ سے روانہ ہوئے۔ اور میں آپ کو لے کر اس دراز گوش پر سوار ہوئی۔ پھر تو اس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اس کو بچہ نہ سکتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ علیہ ذرا آہستہ چلو، یہ وہی تو ہے جس پر تم آتی تھیں۔ میں نے کہا۔ ہاں وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں بے شک اس میں کوئی بات ہے۔ پھر ہم اپنے گھر پہنچے اور وہاں سخت قحط تھا۔ لیکن میری بکریاں دودھ بھری آئیں۔ اور دراز گوش کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ کا نہ بچا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ اسے تم بھی وہیں چراؤ۔ جہاں علیہ کے جانور چرتے ہیں۔ ان لوگوں کے کہنے پر چرواہوں نے اپنے جانور میرے جانوروں کی چراہ گاہ میں چرنے کے لیے چھوڑے مگر پھر بھی ان کے جانور خالی آتے اور میرے جانور بھر آتے۔ (کیوں کہ چراہ گاہ میں کیا رکھتا تھا۔ وہاں تو بات ہی اور تھی، غرض ہم برا بھلا برکت کا مشاہدہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑایا۔ آپ کا نشوونما اور بچوں سے بہت زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ دو سال کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے۔ پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے۔ مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا بچہ چاہتا تھا۔ کہ آپ اپنے گھر میں۔ اس لیے آپ کی والدہ سے اصرار کر کے دوبارہ مکہ میں جانے کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے۔ سو چند مہینے کے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مویشی میں پھر رہے تھے کہ یہ

بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ مجھ سے اُردا اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ سو ہم دونوں گھبراتے ہوئے گئے، دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں، لیکن رنگ متغیر ہے۔ میں نے پوچھا بیٹا کیا تھا۔ ”فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے کچھ ڈھونڈ کر نکالا، معلوم نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے دیر سے پرالنے۔ تب شوہر نے کہا علید اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہے۔ قبل اس کے کہ اس کا زبان اُٹھو، ان کے گھر پہنچا، میں آپ کی والدہ کے پاس لے کر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تو تو اس کو رکھنا پانچا تھی۔ پھر کیوں لے آئی؟ میں نے کہا۔ اب غذا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے ہیں۔ اور میں اپنی عدتاً پوری کر چکی، خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اس لیے لائی ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ یہ بات نہیں سچ بتلا؟ میں نے سب قصہ سچ سچ بیان کیا۔ کہنے لگیں تب کو ان پر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا ”اں“ کہنے لگیں، ہرگز نہیں۔ واللہ شیطان کا ان پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر انہوں نے بعض محل حالات اور ولادت کے بیان کیے۔ اور بعد میں فرمایا۔ اچھا ان کو چھوڑ دو۔ اور غیرت کے ساتھ چھوڑ دو۔ (سیرت ابن ہشام)

علید کے اس لڑکے کا نام عبداللہ ہے۔ اور یہ ایمنہ اور جذامہ کے بھائی اور یہ جزامہ شیمار کے نام سے مشہور ہیں۔ اور یہ سب اولاد ہیں عارث بن عبد العسری کے جو شوہر ہیں علید کے (فی زاد المعاد) بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان کی تصریح کی ہے۔ (شماۃ اور زاد المعاد) محمد بن اسحاق نے ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو ان کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بیماری نکلا پھر اسی طرح تلو کے ساتھ، پھر ہزار کے ساتھ کیا۔ پھر کہا کہ بس کرو۔ واللہ اگر ان کو ان کی تمام امت سے وزن کر دے گا تب بھی یہی وزن نکلیں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس جملہ میں آپ کو بشارت سنائی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں۔ آپ کا شق صدر

قلب الہر کا دھنا چار بار ہوا۔ ایک تو یہی جو ذکر کیا گیا۔ اور دوسری بار دس سال کی عمر میں صحران ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بشت کے ماورضان غار حرا میں، چوتھی بار شب معراج میں اور پانچویں بار ثابت نہیں۔ (شماۃ، تنغیر لیسر)

ایام طفولیت مبارکہ میں شق صدر

کے بعد سینہ اقدس کو نائکے لگائے گئے

صبح مسلم جلد اول نمبر ۹۰ پر حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یحیوں کے ساتھ اپنی شان کے لائق اکھیل رہے تھے

جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کو زمین پر لٹا کر سینہ اقدس چاک کیا۔ قلب مبارک کو باہر نکال کر اس سے مغجہ خون نکالا اور زمرم کے پانی سے دھو کر سینہ اقدس بند کر دیا۔ دھوپنے و جن کے ساتھ آپ اکھیل رہے تھے حضور علیہ السلام کی رضائی ماں (علید سعید رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے اور کہنے لگے ”اِنَّ مُحَمَّدًا اَقْدَقُ قُلُوبًا“ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے، لوگ دوسرے ہوئے آئے۔ تو حضور علیہ السلام کا رنگ مبارک بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس میں سوئی سے (بٹے جانے) کا نشان دیکھا تھا۔ اس شق سے معلوم ہوا کہ شق صدر مبارک کے متعلق روحانی، منافی، کشفی، معنوی وغیرہ کی تمام تاویلات قطعاً باطل ہیں بلکہ یہ ”شق صدر“ اور چاک کیا جانا، حسی حقیقی اور امر واقعی ہے۔ کیوں کہ سینہ اقدس میں سوئی سے سینے جانے کا نشان چمکتا ہوا نظر آتا تھا۔ پھر حدیث پاک میں سات الفاظ موجود ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ تو حضور علیہ السلام کے ساتھ کھینچنے والے لڑکے دوسرے جوئے حضور کی رضائی ماں (علید سعید) کے پاس آئے اور کہا کہ محمد قتل کر دیئے گئے۔ حضور علیہ السلام کے سینہ پاک کے چاک ہونے اور قلب الہر کے نکالے جانے اور اس سے مغجہ خون کے باہر نکالنے کا واضح ذکر اور حضور علیہ السلام کے متغیر اللون ہونے کا بیان اس حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے کہ یہ واقعہ بالکل حسی ہے۔ اس کو معنوی کہنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

اس تفصیل کو ذہن نشین کر لینے کے بعد بیانِ سابق میں ہمارا یہ قول بے غبار ہو جاتا ہے۔ کہ شوقِ صدر مبارک پھین میں ہوا۔ یا جرات میں، قبل البعث ہوا بوقتِ معراج جو حضور علیہ السلام کے بعد دنیا حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ رہنے کی قومی دلیل ہے۔ کیوں کہ انسان کا دل اس کی روحِ حیات کا مستقر ہوتا ہے۔ اس کا سینہ سے باہر آ جانا روحِ حیات کا بدن سے نکل جانا ہے۔ گویا اس واقعہ میں اشارہ ہے کہ جس طرح قلب مبارک کے سینہ اقدس سے باہر ہوجانے کے باوجود حضور علیہ السلام زندہ ہیں۔ اسی طرح وہ روح مبارک کے قبض ہوجانے کے بعد زندہ رہیں گے۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ترین معجزات میں سے ہے۔

فائدہ جلیلہ

فضیلتِ شوقِ صدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا ہوئی جیسا کہ تائید بنی اسرائیل کے قصہ میں طبرانی کی طویل روایت میں یہ الفاظ ہیں: "كَانَ فِيهِ الْقَلْبُ الَّذِي يُفْضَلُ فِيهِ قَلْبُ الْإِنْسَانِ" (فتح الملہم جلد اول ص ۱۲۱)

یعنی تائید سکینہ میں وہ طشت بھی تھا۔ جس میں انبیاء علیہم السلام کے دلوں کو دھویا جاتا ہے۔ چونکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت میں حیاتِ حقیقی جسمانی عطا کر گئی۔ لہذا شوقِ صدر اور قلب مبارک کا دھویا جانا بھی ان کو عطا کیا گیا تھا۔ تاکہ ان کی حیات بعد الوقات پر بھی اسی طرح دلیل قائم ہو جائے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد المات پر دلیل قائم کی گئی۔

اور اس طرح بلا تخصیص و تعلقاً حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہو جائے۔

قلب مبارک کا دھویا جانا

قلبِ اطہر کا زمزم سے دھویا جانا کسی آلائش کی وجہ سے نہ تھا۔ کیوں کہ حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سید الطاہرین ہیں۔ ایسے طیب و طاهر کے ولادت باسعادت کے بعد بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہیں دیا گیا۔ لہذا قلب اقدس کا زمزم سے دھویا جانا معنی اس حکمت پر مبنی تھا۔ کہ زمزم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے۔ جو دنیا کے کسی پانی کو حاصل نہیں۔ بلکہ قلبِ اطہر کے ساتھ ماہِ زمزم کو مس فرما کر وہ فضیلت عطا فرمائی گئی جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہیں۔

شوقِ صدر کی حکمتیں

شبِ معراج حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس کے شوق کئے جانے میں پیشمار حکمتیں مضمحل ہیں۔ جن میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قلبِ اطہر میں ایسی قوتِ قدسیہ بالفعل ہو جائے۔ جس سے آسمانوں پر شرفِ اعلیٰ لے جانے اور عالمِ سموات کا مشاہدہ کرنے بالخصوص دیدارِ الہی سے شرف ہونے پر کوئی وقت اور دشواری پیش نہ آئے۔

حیاتِ النبی کی دلیل

ملا وہ انیس شوقِ صدر مبارک میں ایک حکمتِ بیغیہ بھی ہے۔ کہ صحابہ کرام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد المات پر دلیل قائم ہوگی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عادتاً بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ قبضِ روح کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ چونکہ روحِ حیات کا مستقر قلبِ انسانی ہے۔ لہذا جب کسی انسان کا دل اس کے سینہ سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک کا سینہ اقدس سے باہر نکالا گیا۔ پھر اسے شگاف دیا گیا۔ اور وہ منجھن خون جو جسمانی اعتبار سے دل کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ صاف کر دیا گیا۔ اس کے باوجود بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بدستور زندہ رہے۔ جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ قبضِ روح مبارک کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام بہ طور زندہ ہیں جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے۔ اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر ہو جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے۔

قلب مبارک میں آنکھیں اور کان

جبرائیل علیہ السلام نے شوق صدر مبارک کے بعد قلب اطہر کو جب زمزم کے پانی سے دھویا تو فرماتے گئے قُلُوبٌ سَدِيدَةٌ بَيْنَهُ حَيَاتَانِ تَبْقَرَانِ ذَاذُنَانِ شَمْعَانِ ہ۔
توجہ قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں در آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۳ ص ۴۱)
قلب مبارک کی یہ آنکھیں اور کان عالم محسوسات سے دراد الوراہ حقائق کو دیکھنے اور سننے کے لیے ہیں۔ جیسا کہ غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ اَدْرِیْ مَا لَا تُرَوُّنَ ذَا شَمْعٍ مَّا لَا تَشْعُقُوْنَ۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

وائی ادراک

جب اللہ تعالیٰ نے بطور خرق عادات حضور علیہ السلام کے قلب اطہر میں آنکھیں اور کان پیدا فرما دیئے ہیں۔ تو اب یہ کہنا کہ درائے عالم محسوسات کو حضور علیہ السلام کا دیکھنا اور سننا حیا نامہ ہے وائمی نہیں قضا باطل ہو گیا۔ جب ظاہری آنکھیں اور کانوں کا ادراک وائمی ہے۔ تو قلب مبارک کے کانوں اور آنکھوں کا ادراک کیوں کر عارضی ادرا حیا نامہ ہو سکتا ہے۔ البتہ حکمت الہیہ کی بناء پر کسی امر خاص کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دھیان نہ رہنا، عدم توجہ اور عدم التفات کا حال طاری ہو جانا امر آخر ہے۔ جس کا کوئی منکر نہیں۔ اور وہ علم کے منافی نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام و الصلوٰۃ کی باطنی سماعت اور بصارت عارضی نہیں۔ بلکہ وائمی ہے۔

شوق صدر مبارک اور حضور علیہ السلام کا نوری لہونا

علامہ شہاب الدین غفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ شوق صدر مبارک حضور علیہ السلام کے نور سے مخلوق ہونے کے منافی ہے۔ لیکن یہ وہم غلط اور باطل ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے: وَكَوْنُهُ مَخْلُوقًا مِنَ النُّوْرِ لَا يُنَافِيهِ كَمَا تَوَهَّمُوا۔
(نسیم الریان، شرح شفا قاضی میانی جلد ۲ ص ۲۳۵)

نورانیت اور احوال بشریہ کا ظہور

اقول! دبا لله التوفیق! جو بشریت عیوب و نقائص بشریت سے پاک ہو اس کا ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا۔ شوق صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینۂ اقدس پاک ہونے کے خون نہ نکلتا نورانیت کی دلیل ہے۔ فَلَمْ يَكُنْ الشَّقُّ بِأَلْوَدَىٰ دَلِيلُ الدَّمِ ہ۔
(روح البیان جلد ۵ ص ۱۳۵)

حضور علیہ السلام کی خلقت نور سے ہے۔ اور بشریت ایک لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نور کو احوال بشریہ پر غلبہ دے دے۔ بشریت نہ ہوتی تو شوق کیسے ہوتا۔ اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا، اور خون بھی ضرور بہتا۔

جب کبھی خون بہا دبیے غزوہ امدیں، تو وہاں احوال بشریہ کا غلبہ تھا۔ اور جب خون نہ بہا دبیے لیلۃ المعراج شوق صدیق امدیں، تو وہاں نورانیت غالب تھی۔
شب معراج شوق صدر مبارک، مسلم شریف کی روایت میں ہے

کہ فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اقدس اوپر سے نیچے تک پاک کیا۔ اور قلب مبارک باہر نکالا۔ پھر اسے شکاف دیا گیا اور اس سے خون کا لوتھڑا نکال کر باہر پھینکا اور کہا کہ آپ کے اندر شیطان کا حصہ اگر ہوتا تو یہ ہوتا۔

خون کا لوتھڑا یا شیطان کا حصہ

علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں شیطان جو کچھ ڈالتا ہے، یہ لوتھڑا اس کو قبول کرتا ہے۔ (جس طرح قوتِ سامعہ آواز کو اور قوتِ باصرہ مبصرات کی صورتوں کو اور قوتِ شامعہ خوشبو اور بوی کو اور قوتِ ذائقہ ترشی اور تہنی وغیرہ کو۔ اور قوتِ لامعہ گرمی اور سردی وغیرہ کیفیات کو قبول کرتی ہے۔ اسی طرح دل کے اندر یہ منجمد خون کا لوتھڑا شیطان و وسوسوں کو قبول کرتا ہے۔ یہ لوتھڑا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے دور کر دیا گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی، جو القائے شیطان کو قبول کرنے والی ہو۔ علامہ تقی الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے مراد یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں شیطان کا کوئی حصہ کبھی نہیں تھا۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب یہ بات سچی تھی تو اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ میں اس خون کے لوتھڑے کو کیوں پیدا فرمایا۔ کیوں کہ یہ نہی تھا کہ پہلے ہی ذاتِ مقدسہ میں اسے پیدا نہ فرمایا جاتا۔ تو جواب دیا جائے گا کہ اس کے پیدا فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ اجزائے انسانیہ میں سے ہے۔ لہذا اس کا پیدا کیا جانا خلقتِ انسانی کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔ اور اس کا نکال دینا۔ یہ ایک امرِ آخری ہے۔ جو تخلیق کے بعد طاری ہوا۔ (انتہی)

علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کی نظیر بدنِ انسان میں اشیاءِ زائدہ کی تخلیق ہے۔ جیسے تلف کا ہونا، اور نامتوں اور مونچھوں کی درازی اور اس طرح بعض دیگر زائدہ چیزیں، جن کا پیدا ہونا بدنِ انسانی کی تکمیل کا موجب ہے۔ اور ان کا ازالہ طہارت و نفاست کے لیے

ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ ان اشیاءِ زائدہ کی تخلیق اجزائے بدنِ انسانی کا نکلہ ہے۔ اور ان کا زائل کرنا کمالِ تطہیر و تنقیف کا مقتضی ہے۔ (شرح شفا رملی قاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

اقول وباللہ التوفیق :-

چوں کہ ذاتِ مقدسہ میں حظِ شیطانی باقی ہی نہ تھا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمز او مسلمان ہو گیا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : لَیْکِنْ اَسْلَمْتُ فَلَا یَا مُؤْمِنِیْ اِلَّا بِخَلِیْفَہِ مِیْرَا ہِمْز او مسلمان ہو گیا۔ لہذا وہ اسے خیر کے وہ مجھے کچھ نہیں کہتا۔

علامہ شہاب الدین خواجه نسیم الریاضی میں فرماتے ہیں کہ قلب بمنزلہ میرہ کے ہے جس کا دانہ اپنے اندر کے غم اور غشیل پر قائم رہتا ہے۔ اور اسی سے پھل اور رنگینی حاصل کرتا ہے۔ اس لیے وہ منجمد خون قلبِ انسانی کے لیے ایسا ہے، جیسے چھوڑے کے لیے گشیل، اگر ابتداء نہ ہو تو وہ پختہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن پختہ ہو جانے کے بعد اس گشیل کو باقی نہیں رہتا جاتا۔ بلکہ نکال کر پھینک دیا جاتا ہے چھوڑے کی گشیل یا دانہ انگور سے بچ نکال کر پھینکتے وقت کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ جو چیز پھینکنے کے قابل تھی وہ پہلے ہی کیوں پیدا کی گئی۔ اگر اسی طرح یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ قلبِ اطہر میں خون کا وہ لوتھڑا اسی طرح تھا، جیسے انگور کے دانہ میں بیج یا کھجور کے انہ میں گشیل ہوتی ہے۔ اور قلبِ اطہر سے اس کو بالکل ایسے ہی نکال کر پھینک دیا گیا، جیسے کھجور اور انگور سے بیج اور گشیل کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ تو یہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا کہ اس لوتھڑے کو قلبِ اطہر میں ابتداء کیوں پیدا کیا گیا۔

(نسیم الریاضی شرح شفا رملی قاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

یہ امر کہ فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں کہا کہ : هَذَا حَقْلُکَ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ کی ذاتِ مقدسہ میں واقعی شیطان کا کوئی حصہ ہے نہیں اور یقیناً نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ذاتِ پاک ہر شیطانی اثر سے پاک اور عیسب و طاہر ہے۔ بلکہ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ پاک میں شیطان کے خلق کی کوئی جگہ ہو سکتی تو وہ یہی خون کا لوتھڑا تھا۔ جب اس کو آپ کے قلب مبارک سے نکال کر باہر

پھینک دیا گیا۔ تو اس کے بعد آپ کی ذات مقدسہ میں کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی جس سے شیطان کا کوئی تعلق کسی طرح ہو سکے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ان تمام عیوب سے پاک ہے جو اس وقت قرعہ کے ساتھ شیطان کے متعلق ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ الفاظ حدیث کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ میں شیطان کا کوئی حصہ ہوتا، تو یہی خون کا تو تمہارا ہو سکتا تھا۔ مگر جب یہ بھی نہ رہا۔ تو اب ممکن ہی نہیں کہ ذات مقدسہ سے شیطان کا کوئی تعلق ممکن ہو۔

شق صدر مبارک کے بعد ایک نورانی طشت جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس میں بہر دیا گیا۔ ایمان و حکمت اگرچہ جسم و صورت کے متعلق نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر قادر ہے کہ غیر جہانی چیزوں کو جہانی صورت عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایمان و حکمت کو جہانی صورت میں متشکل فرمایا اور یہ تمثیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انتہائی عظمت و رفعت شان کا موجب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی چھاتی کا دودھ پیا کرتے تھے اور بایں چھاتی اپنے رنسان بھائی یعنی علیؓ کے بیٹے کے لئے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا فعل آپ کی طبیعت میں تھا۔ اور لڑکپن میں کبھی آپ نے بول و براز کثرت میں نہیں کیا۔ بلکہ دلوں کے وقت مقرر تھے۔ کہ اسی وقت رکھنے والے جائے ضرور میں اٹھا کر پیٹھ پر کرا لیتے اور کبھی آپ کا ستر بھل نہ ہوتا۔ اور جو کچھ اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ (تاریخ حبیب اللہ)

ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ میں ایک باپکڑا کے ساتھ چٹراٹھا اٹھا کر لڑا تھا۔ اور سب اپنی لنگ آٹا کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھنے ہوئے تھے۔ میں نے بھی ایسا کرنا چاہا۔ لیکن کہ اس بچپن میں انسان مکلف ہی نہیں ہوتا۔ طبعاً اور عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہیں سمجھا جاتا، دفعتاً غیب سے زور سے ایک دھکا لگا۔ اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگ باندھو۔ پس میں نے فوراً باندھ لیا۔ اور گردن پر پتھر لٹکانے شروع کر دیے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

ابن مساکر نے علیؓ بن عرفہ سے روایت کیا ہے کہ میں مکہ معظمہ میں پہنچا اور وہ لوگ سخت

قطع میں تھے۔ قریش نے کہا اے ابو طالب پہلوانی کی دُعا مانگو۔ ابو طالب پہلے اعلان کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس قدر حسین جیسے بلی میں سے سوخی نکلا ہو۔ (یہ لڑکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جو اس وقت ابو طالب کی پرورش میں تھے) ابو طالب نے ان صاحبزادوں کی پشت خانہ کعبہ سے لٹکائی اور صاحبزادے نے انگلی سے اشارہ کیا۔ اور آسمان پر کہیں بلی کا نشان نہ تھا۔ چاروں طرف سے بادل آنا شروع ہوا۔ یہ واقعہ آپ کی سفر سنی میں ہوا۔

ایک مرتبہ آپ ابو طالب کے ہمراہ بارہ برس کی عمر میں بنی تہارت شام کو گئے۔ راہ میں بحیرہ راسب نصاب سے گئے پاس اتفاقاً قیام ہوا۔ راسب نے آپ کو کلمات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی۔ اور ابو طالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سرور سب عالموں کے ہیں۔ اور اہل کتاب و کفر و یہود و نصاریٰ نے ان کے دشمن ہیں۔ ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ۔ مبادا ان کے ہاتھ سان کر گزنی پیچھے سو ابو طالب نے مال تہارت و میں فروخت کیا۔ اور بہت نفع پایا۔ اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے۔ (تاریخ حبیب اللہ)

آپ جب ابو طالب کی کفالت و تربیت میں تھے۔ جب ان کے خیال کے ہمراہ کھانا کھاتے۔ سب شک سیر ہو جاتے اور جب نہ کھاتے۔ تو سب بھوکے رہ جاتے۔ (شہادت) گویا آپ کی برکت خود ابو طالب کی کفالت کر رہی تھی۔ اور ابو طالب کے بیٹے حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کو آپ نے اس احسان کے جواب میں اپنی آخری تربیت میں لے لیا تھا۔

**ان کے اسمائے مبارکہ آپ
جن کی تربیت میں رہے**

آپ ابھی زمانہ عمل میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی وفات ہو گئی۔

(سیرۃ ابن ہشام)

صرف دو مہینے عمل پر گزرے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ شام کو قافلہ

قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے۔ وہاں سے واپسی پر مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیماری کی حالت میں ٹھہر گئے اور وہیں پر وفات پائی۔ (تاریخ حبیب اللہ)

اور جب آپ چھ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ آپ کو لے کر مدینہ شریف اپنے اقارب سے ملنے گئی تھیں۔ مکہ کو واپس آتے ہوئے درمیان مکہ و مدینہ کے موضع ابواء میں انہوں نے وفات پائی۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس وقت ام ایمن بھی ساتھ تھیں۔ (مواہب اللندیہ)

پھر آپ اپنے دادا عبد المطلب کی پرورش میں رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبد المطلب کی بھی وفات ہو گئی۔ (سیرۃ ابن ہشام) انہوں نے ابو طالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی۔ چنانچہ پھر آپ ان کی کفالت میں رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام) یہاں تک کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ بھی پایا اور سات روز تک آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ (تاریخ حبیب اللہ) پھر چند روز تک ثویبہ نے دودھ پلایا۔ جو ابو لبیب کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو دودھ پلایا۔ اور اس وقت ان کا بیٹا "مسروح" بھی دودھ پیتا تھا پھر عقیلہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ ان ہی "عقیدہ سعدیہ" نے آپ کے ساتھ آپ کے چچا زاد بھائی ابوسنیاء بن الحارث بن عبد المطلب کو بھی دودھ پلایا۔ یہ عام نفع میں مسلمان ہوئے۔ اور بہت کچھ مسلمان ہوئے۔ اور اس زمانہ میں حضرت حمزہ بھی بنی سعد میں کسی عورت کا دودھ پیتے تھے۔ سو اس عورت نے بھی آپ کو ایک دن دودھ پلایا۔ جب آپ عقیلہ کے پاس تھے تو حضرت حمزہ دودھ تولی کی وجہ سے آپ کے رضاعی بھائی بنے۔ ایک ثویبہ کے دودھ سے دوسرے اس سعدیہ کے دودھ سے۔ (زاد المعاد) اور بنی کاعشر میں آپ رہے وہ یہ ہیں۔

آپ کی والدہ اور ثویبہ، عقیلہ اور شہادہ آپ کی رضاعی بہن اور ام ایمن جیشہ بن کاعشر برکت ہے۔ یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں اور آپ نے ان کا نکاح حضرت زہرہ سے کیا تھا۔ جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ (زاد المعاد)

شباب نبوت تک کے بعض حالات

جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے۔ اور قبول ابن اسحاق میں سال کے ہوئے تو قریش اور بنی قیس عیلان کے درمیان ایک لڑائی ہوئی جس میں آپ بھی شریک ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنے چچاؤں کو دشمنوں کے تیروں سے بچاتا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام) اس واقعہ سے آپ کا شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے جو کہ قریش میں ایک مالدار بنی تھیں۔ اور تاجروں کو اپنا مال اکثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھیں۔ آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ اور اخلاق کی خبر سن کر آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لے جائیے اور میرا فنام میسرہ آپ کے ہمراہ رہے گا۔ آپ نے قبول فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ شام میں پہنچے۔ اور اسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا۔ اس راہب نے آپ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں۔ راہب نے کہا، اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی نہیں اترتا۔ آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو وہ فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے۔ جب آپ مکہ پہنچے تو حضرت خدیجہ کو ان کا مال سپرد کیا۔ تو دیکھا کہ وہ گناہ اس کے قریب نفع ہوا۔ (یہ تو آپ کے صدق و امانت کی تین دلیل تھیں) اور میسرہ نے ان سے اس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت خدیجہ نے درقرین نزل سے جو ان کے چچا زاد بھائی اور یسائی مذہب کے بڑے عالم تھے۔ ذکر کیا۔ ورنہ کہا، اے خدیجہ! اگر یہ بات صحیح ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے نبی ہیں۔ اور مجھ کو رکعت ساریز سے معلوم ہوا کہ اس امت میں ایک نبی ہو ہیو والا ہے۔ اور اس کا یہی زمانہ ہے۔ حضرت خدیجہ بڑی عاقل تھیں۔ یہ سب سن کر آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اثر و نفوذ

اور امین خوشنوا و صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے اہم سے ذکر کیا اور ان کے زیر اہتمام نکاح ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس راہب کا نام نسطور تھا۔ (تاریخ حبیب اللہ)

جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر از سر نو شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ہجر اسود کے موقع تک تعمیر پہنچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ ہجر اسود کو اس کی جگہ پر نہیں رکھوں گا، قریب تھا کہ ان میں جھگڑا ہو، آخر اہل الاس نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب سے پہلے آئے، اس کے فیصلے پر سب عمل کرو۔ لہذا سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمد ہیں، امین ہیں۔ اور قریشی آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا۔ آپ نے ہجر اسود اپنے دست مبارک سے اس کپڑے میں رکھا، اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پتہ تمام لے اور خانہ کعبہ تک لے چلے۔ جب وہاں پہنچا تو آپ نے خود اس کو اٹھا کر اس کے موقع پر رکھ دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے۔ اٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا۔ اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجھ کو اس موقع پر رکھنے کیلئے اپنا وکیل بنائیں، کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل ہوتا ہے۔ تو اس طرح رکھنے میں بھی سب خسر یک ہوں۔ (تاریخ حبیب اللہ بنی ہاشم)

ہشت گھڑی صلی اللہ علیہ وسلم

نزول وحی میں کفار اور کی منافقت میں جب آپ چالیس برس کے ہوئے۔ آپ کو غلو ت محبوب ہو گئی۔ آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز رہتے۔ اور نبوت سے چھ ماہ قبل ہی پتے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے۔ کہ ایک وفد آپ تک ریح الاول کی آٹھویں تاریخ و دشنبہ کے دن جبرائیل علیہ السلام اور سورہ اقرآن کی ابتدائی آیتیں آپ پر لائے اور آپ مشرت بانہوت ہو گئے۔ اس کے ایک عرصہ بعد سورہ مدثر کی اول کی آیتیں نازل ہوئیں۔ جو آپ نے حسب حکم فَاذْخُرْ دُعوت اسلام شروع کی۔ مگر پوشیدہ۔ پھر یہ آیت آئی، فَاصْدَحْ بِنَا قَوْمِ اَآپ نے علی الاعلان دعوت شروع کی۔ پس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے۔ ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کر دو، ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ انہوں نے حوالے کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مقصد ارادہ کیا۔ ابوطالب آپ کو لے کر مع تمام بنی ہاشم و مطلب کے ایک شب یعنی گھائی میں واسطے منافقت چلے گئے۔ اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سو اگر وہ کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک کاغذ اس مقام کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شب میں نہایت تکلیف میں رہے۔ آخر کار آپ کو چھ کے ذریعہ اس بات سے مطلع

ہوئی کرکیز نے اس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کے جو اس میں لکھا تھا۔ ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپ نے یہ حال ابوطالب سے کہا۔ انہوں نے شعب سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی۔ اور کہا اس کاغذ کو دیکھو۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر صحیح ہو تو آنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عید بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے آثار کراں کاغذ کو دیکھا۔ فی الواقع ایسا ہی تھا۔ تب قریش اس غلطی سے باز آئے۔ اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا۔ ابوطالب نے اور بنی ہاشم و مطلب کو لے کر شعب سے نکل آئے اور آپ پرستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے۔ (تاریخ حبیب الا)

اور یہ عہد نامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا۔ اور عذرہ محرم سنہ سات نبوت کو لکھا گیا تھا۔ اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ اور نبوت سے سال دہم میں شعب سے باہر آئے تھے۔ اور اسی سال حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات ہو گئی۔ (شمارتہ)

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک حضرت عائشہ سے کہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ مکہ میں ان کا نکاح ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور ہمیشہ ازواج میں رہیں۔ (تاریخ حبیب الا)

اس سال دہم میں آپ عاتف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے۔ اور یہ جانا دعوت اسلام کے لیے نیز اس لیے تھا کہ ان سے کچھ مددیں۔ دیکھیں کہ وفات کے بعد ابوطالب کے کوئی باوجود جاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا۔ لیکن وہاں کے سرداروں نے آپ کی کچھ مدد کی۔ بلکہ بٹھے لوگوں کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ آپ وہاں سے طویل ہو کر مکہ واپس ہوئے۔ اور جب آپ بطن نخلمہ میں کہ ایک دن کی راہ پر کتے سے۔ پہنچے رات کو وہاں رہ گئے۔ آپ قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن غنموں کے کہ یہ ایک قریہ ہے موصل میں وہاں پہنچے۔ اور کلام اللہ سن کر غمزدہ ہو گئے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو ظاہر ہوئے۔

انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ وہ سب بلا توقف مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو جا کر اسلام کی دعوت دی۔ سورہ احقاف آیت "وَإِذْ صَرَّفْنَا إِلَيْكَ أَلْفَ رَمْلٍ" میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپ کو تشریف لائے اور بدستور ہایت خلقی اللہ میں مشغول ہوئے۔ اور آپ عکاظ و نجد و ذی الحجاز میں کرا سواں عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے، مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ سنہ گیارہ نبوت میں آپ موسم حج میں اسلام کی طرف دعوت فرما دی تھے۔ کہ کچھ لوگ نصارے کے آپ کو بیٹے۔ آپ نے ان کو دعوت اسلام دی انہوں نے یہود و مدینہ سے سنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے۔ اور انصار سے مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے۔

کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے۔ ہم ان کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے۔ انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر یہود کرتے ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پیچھے ان سے آئیں اور چھ آدمی ان میں سے مشرف باسلام ہوئے۔ اور اقرار کیا کہ سال آئندہ میں ہم پھر آئیں گے۔ مدینہ میں جا کر انہوں نے آپ کا ذکر کیا۔ اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہنچا۔ اگلے سال کہ نبوت سے بارہواں سال تھا۔ بارہ آدمیوں نے آپ سے عاقبت کی۔ پانچ پیچھے آئے سات اور۔ اور انہوں نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی۔ اس کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے۔ آپ نے حسب درخواست ان کی مصعب بن عمیر کو قرآن مجید کی تعلیم اور شرائع اسلام کے لیے مدینہ تشریف بھی دیا۔ مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی۔ اور اکثر آدمی انصار میں سے مسلمان ہو گئے۔ تھوڑے ان میں سے باقی رہے۔ پھر اگلے سال کہ نبوت کا تیرہواں سال تھا۔ ستر آدمی شرفائے انصار میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا۔ کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جائیں گے۔ ہم خدمت گاری میں کوتاہی نہ کریں گے۔ اور جو کوئی دشمن آپ کے مدینہ پر چڑھ آئے گا۔ ہم اس سے لڑیں گے۔ اور جاں نثاری میں قصور نہ کریں گے۔ اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔ عقبہ کے معنی گھاتی کے ہیں۔ ایک گھاتی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئی تھیں۔

(تاریخ حبیب الا و سیرۃ ابن ہشام)

شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے افضل ہے

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ثابت بالسنہ میں ارقام فرماتے ہیں جس کا

اردو غلام مرچب ذیل ہے۔

”شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے جبراً افضل ہے۔ اس لیے کہ میلاد کی رات غور حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور کو عطا کئی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات مقدسہ سے شرف بلاؤں ضرور اس رات سے افضل قرار پائے گی جو حضور کو دیے جانے کی وجہ سے شرف والی چیز ہے۔ لیلۃ القدر نزولِ ملائکہ کی وجہ سے شرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی۔ اور اس لیے بھی کہ لیلۃ القدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فضل و احسان ہے۔ اور لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان فرمایا۔ کیوں کہ حضور رحمۃ للعالمین میں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نعمتیں تمام مخلوق اہل السموات والارضین پر عام ہو گئیں۔ انتہی (ماثبت بالسنہ ۴۵)

امام قسطلانی نے بھی مواہب اللذیہ جلد اول ص ۲۶ پر لیلۃ القدر پر شب میلاد کے افضل ہونے پر یہی دلائل قائم فرمائے۔ اور اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

اس کے بعد یہ عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور قدسی اور ولادت مقدسہ مومنین کے حق میں کمال فرحت و سرور کا موجب ہے جس کا اظہار محافل میلاد، انواع و اقسام کے قبرت، خیرات و صدقات کی صورت میں اہل محبت، مومنین، مخلصین ہمیشہ کرتے رہے جو لوگ اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں۔ ان پر تمام جنت کے لیے قرآن و حدیث و عبارات علماء و محدثین کی تصریحات تفصیل سے پیش کی جاتی ہیں۔

(واللہ ولی التوفیق)

حضور علیہ السلام کا ظہور اور پیدائش موجب سرور ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

بَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قَدْ جَاءَ شَيْءٌ مِّنْ مَّوْعِدَةٍ مِّنْ رَبِّكَ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۚ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَا لَكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْتَمِعُونَ ۝ پ ۷ ع ۱۰

اے گوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے، فرمادیکھے! اور اسی کے فضل اور اسی کی رحمت سے تو اسی پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں نہ بہتر ہے اس کے کہ وہ جمع کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نصیحت شفاء ہدایت و رحمت سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور شریف آمد کی بر موقوف ہے۔ اور اللہ کی سب سے بڑی رحمت و نعمت حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ہے اس آیت کریمہ میں ان سب چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جو لوگوں کی ہر نعمت و دولت سے بہتر ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ظہور پر متبنی بھی خوشی منائی جائے کہ ہے۔ اسے ناجائز قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے۔ جو ظہور ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش نہیں۔

نعمت الہی کو بیان کرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ۱۰ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمتہ الشہیں۔ (بخاری جلد ۲ ص ۵۶۶) لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقدس اور بیان مبارک از روئے قرآن کریم مطلوب و محبوب ہے۔

حضور کی پیدائش کی خوشی منانے پر کافر کو یہی فائدہ ملتا ہے

بخاری شریف میں ہے :-

قال عروة ثوبية مولاة لابی لهب كان ابولهب اعتقها فادخلت النبي صلى الله عليه وسلم فكنما مات ابولهب اربية بعض اهله بشرحبة قال له ما ذا بيت قال ابولهب لم اتق بعدكم غيري سقت في هذه لعاقبة ثوبية . انتهي

(بخاری شریف جلد ۲ ص ۶۶۴)

حضرت عروہ فرماتے ہیں ثوبہ ابولہب کی باندی تھی جسے اس نے حضور علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں آنا کر دیا تھا۔ اس نے حضور علیہ السلام کو دودھ بھی پلایا، ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل (حضرت عباس) نے اسے بہت بُری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا۔ ابولہب نے کہا تم سے بُدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی۔ سوائے اس کے کہ میں تمہارا سیراب کیا جاتا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے (حضور کی پیدائش کی خوشی میں) ثوبہ کو آزاد کیا تھا۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے :-

ذكر السهيلي ان العباس قال لعامة ابو الهب رايته في منامي بعد حول في شرع حال فقال ما بقت بعدكم راحت الا ان العذاب يخفف عني في كل يوم

سہیل نے ذکر کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مر گیا۔ تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد

انتين قال وذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين وكانت ثوبية بشرت ابالهب بمولد فاعتقها .

(فتح الباری جلد ۲ ص ۱۱۸)

مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثوبہ نے ابولہب کو حضور علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔

یہ حدیث عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری طبع جدید جلد ۲ ص ۹۵ پر علامہ بدر الدین عینی حنفی نے بھی ارقام فرمائی۔ یہاں دو اعتراض پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب نہایت ضروری ہے۔

اعتراض اول

قرآن مجید میں ہے : لا يخفف عنهم العذاب اب كافرين سے عذاب ہٹا نہیں کیا جائے گا۔ ابولہب کافر تھا۔ اس کے حق میں تخفیف عذاب کیوں کر متصور ہو سکتی ہے؟

جواب

اس اعتراض کے جواب میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں جن میں بعض بالکل رکبیک اور قابل اعتنا ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جن پر وثوق کیا جاسکتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے فتح الباری اکثر اقوال نقل فرما کر قابل وثوق مسلک نقل کیا۔ اذنا میں اپنے قول سے بھی اسی کی تائید فرمائی۔ ان کا بیان حسب ذیل ہے۔

وقال القوطي هذا التخفيف خاص بهذا . ومن ورد النص فيه وقال ابن منير في

امام قسطلی نے فرمایا یہ تخفیف عذاب ابولہب کے ساتھ خاص ہے اور اس شخص کے ساتھ جس کے حق

الحاشية هنا قضيتان احدهما محال
وهي اعتبار طاعة الكافر مع كفره لان
نشرة الطاعة ان تقع بقصد مصيود هذا
مقصود من الكافر الثانية اثابة الكافر
على بعض الاعمال تفضلا من الله تعالى
وهذا لا يحيله العقل فاذا تقرر ذلك
لم يكن عتق ابي لهب لشبهة قربته
ويجوز ان يتفضل الله عليه بما شاء كما
تفضل على ابي طالب والمتبع في
ذلك التوقيف نفيا واثباتا (نقلت)
وتمتة لهذا ان يقع التفضل المذكور
اكراما لمن وقع من الكافر البراءة و
هو ذلك والله اعلم.

(فتح الباري جلد ۹ ص ۱۱۹)

میں تخفیف عذاب کی نص وارد ہوئی۔ ابن منیر نے
ماشیر میں کہا یہاں دو تفسیر ہیں، ایک تو محال ہے
وہ یہ کہ ہے، کافر کے کفر کے ساتھ اس کی عاقبت کا
اقتدار کیا جائے۔ استدلال کہ وجہ یہ ہے کہ عاقبت کا
معتبر ہونا قصیدہ صحرایہ کی شرط سے مشروط ہے اور یہ کافر
میں نہیں پایا جاتا۔ دوسرا تفسیر یہ ہے کہ کافر کو جس
کے کسی عمل پر بعض بطور تفضل کوئی نفع پہنچانا اور یہ
بات عقلا محال نہیں اور جب یہ دونوں باتیں ثابت
ہو گئیں، تو رہنا چاہیے کہ ابولہب کا ثوبہ کو آزاد کرنا
عاقبت معتبر نہ تھی، اسی کے عمل پر اگر اللہ تعالیٰ اپنی
مشیت کے مطابق کچھ احسان فرما دے تو یہ ممکن ہے
جیسا کہ ابولہب پر احسان فرمایا۔ اور اس مسئلہ میں نفیاً
اثباتاً توفیق ہی کی آہٹاں کی جاسکتی ہے۔ (دینی
تخفیف مذاب کی نفی و اثبات کا قول درود نص
پر موقوف ہے جس کے حق میں جو کچھ نص میں وارد
ہو اس کی آہٹاں کی جائے گی۔

میں ابن حجر مغلانی کہتا ہوں کہ ابن منیر کی اس تقریر کا ترمیم ہے کہ ابولہب پر تفضل یا اسی طرح
کسی دوسرے کے حق میں جو احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ اس ذات کے اکرام کے لیے ہوتا ہے
جس کے لیے کافر نے کوئی نیک کام کیا ہو۔ (جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ابولہب نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں ثوبہ کو آزاد کیا تھا۔ لہذا ابولہب کے حق میں تخفیف عذاب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و اجلال کے لیے ہے،

اعتراض دوم

سوال۔ غیر مسلم کا خواب حجت نہیں۔ جس پر یقین کر لیا جائے؟

جواب۔ ان خوابوں کا جو شرعیہ نہ ہونا مسلم ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ ان سے کسی حقیقت
واقعیہ پر کوئی روشنی پڑ سکے، اور کسی امر میں کم از کم استنباط کا فائدہ بھی ان سے متصور نہ ہو، غیر مسلم کے
خواب کا فی الجملہ سچا ہونا اور اس سے بعض حقائق کا پتہ چلنا۔ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

دیکھئے یوسف علیہ السلام کے دو ساتھی جو کافر تھے: انہوں نے خواب دیکھے اور یوسف

علیہ السلام نے ان کی تعبیریں بیان فرمائیں اور وہ بالکل صحیح اور سچی ثابت ہوئیں۔ اور ان دونوں آدمیوں کا
کافر ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ خواب سننے کے بعد یوسف علیہ السلام نے انہیں ایمان و توحید کی طرف
دعوت دی۔ لہذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس خواب سے جو انہوں نے کفر کے زمانہ میں دیکھی تھی
بطور استنباط ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی منا کر ابولہب
جیسے کافر کے حق میں مفید ہو سکتا ہے۔ تو موسیٰ مقدس کے حق میں ولادت با سعادت پر اظہار مسرت بطریق
اولیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی امید کا سبب قرار پا سکتا ہے۔ چنانچہ امام قسطلانی شامی بخاری مناجات
الغنیہ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۱ پر بھی مضمون امام ابن جوزی سے نقل فرماتے ہیں:-

قال ابن الجوزی فاذا كان هذا ابو
لهب الكافر الذي نزل القرآن بذهمة
جوزی فی النار بفرحة ليلة مولد
النبي صلى الله عليه وسلم فما
حال السلم الموحد من امته عليه السلام
الذي يسر مولده ويزيل ما تعصل
اليه قد رت في محبة صلى الله عليه وسلم

ابن جوزی نے کہا کلاشبہ میلاد کی خوشی کی وجہ سے
جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے
مذاب میں تخفیف ہوتی ہے، حالانکہ ابولہب
ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا۔
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتی مومنین دعوہ کا کیا
حال ہوگا۔ جو حضور کے میلاد کی خوشی میں حضور کی
محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے

لعمری انما یکون جزاء من الله الکریم
ان یدخله بفضل العیم جنات النعیم
انتہی۔

موافق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی
جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عیم
جنات نعیم میں داخل کرے۔ انتہی

عید میلاد منانا اور ماہ ربیع الاول میں اظہار فرحت و سرور اور صدقات خیر کرنا

بعض لوگ میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے اور ربیع الاول میں خیرات و صدقات و
اظہار فرحت و سرور کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ امام قسطلانی شارح بخاریؒ
مواہب اللدیہ میں ارقام فرماتے ہیں:-

ولا زال اهل الاسلام یختلفون بشهر
مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعلمون
الولائم ویصدقون فی لیالیہ با انواع
الصدقات ویظہرون السرور ویذیذون
فی المبرات ویعتنون بقراءة مولد الکریم
ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عیم
ومما جرب من خواصہ انه امان فی
ذات العام وبشری عاجلة بنسب البغیة
والمرام فسرجم الله امرًا اتخذ لیلی
شهر مولدہ المبارک اعیاد الیکون شہد

حضور علیہ السلام کی پیدائش کے جہیز میں اہل اسلام
ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آ رہے ہیں اور
خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت
علم کرتے رہے ہیں۔ اقدان راتوں میں النواہد
اقام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر
کرتے چلے آئے ہیں۔ اور نیک کاموں میں ہمیشہ
زیادتی کرتے رہے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے
ہیں جن کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل
ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور اس کے خواص سے یہ

ملہ علی من فی قلبہ مرض و عناد ولقد
الطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار
علما احدا شہ الناس من البدع و
الاهواء والغفاد وبالالات المحرمة عند
عمل المولد شریف فان الله تعالی
یثیبہ علی قصدہ الجمیل ویسئلک
بنا سبیل السنة فانه حبنا ونعم
الوکیل۔

مواہب اللدیہ جلد اول ش
مطبوعہ مصر

امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اسی سال میں
موجب امن و امان ہوتا ہے۔ اور ہر مقصود و
مراد پانے کے لیے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی
ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرماتا
ہے۔ جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا
تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین قلت و مصیبت ہو جائے
اس شخص پر جس کے دل میں مرض و غم ہے۔ اور
قد بران الحاج نے غل میں طویل کلام کیا ہے ان
چیزوں پر انکار کرنے میں جو لوگوں نے بدعتیں اور
فغانی خواہشیں پیدا کر دی ہیں۔ اور آلات محرمہ
کے ساتھ مل کر مولود شریف میں غنا کو شامل کر دیا
ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے قصہ میل پہ ثواب
دے اور یہی سنت کی راہ پر چلے۔ بے شک
وہ ہیں کافی ہے۔ اور بہت ہی اچھا وکیل ہے۔

مقدمہ قسطلانی کی عبارت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے:-

- ۱۔ ماہ میلاد و ربیع الاول شریف میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔
- ۲۔ کھانے پکاتے کا اہتمام، انواع و اقسام کے خیرات و صدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام
بہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔
- ۳۔ ماہ ربیع الاول میں خوشی و مسرت کا سرور کا اظہار شعائر مسلمین ہے۔
- ۴۔ ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا پسندیدہ طریقہ چلا آیا ہے۔
- ۵۔ ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پر خیرات و قرأت میلاد پاک اہتمام خاص کرنا مسلمانوں

کا محبوب طرز عمل رہا ہے۔

- ۶۔ میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا افضل عظیم ہیئت سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔
 ۷۔ محفل میلاد کے خواص سے یہ تجربہ خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں۔ وہ تمام سال امن و امان سے گزرتا ہے۔

۸۔ انعقاد محافل میلاد مقصود و مطلب پانے کے لیے بشری ماحول (جملہ دنیاوی خوشخبری) ہے۔

۹۔ میلاد پاک کی راتوں کو عید منانیرائے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں۔

- ۱۰۔ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا، اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید منانا، یعنی عید میلاد منانا ان لوگوں کے لیے سنت مصیبت ہے۔ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول کی بیماری ہے۔

۱۱۔ علامہ ابن الحاج نے مدخل میں جو انکار کیا ہے۔ وہ انعقاد محفل میلاد پر نہیں، بلکہ ان بدعات اور نفسانی خواہشات پر ہے۔ جو لوگوں نے محافل میلاد میں شامل کر دی تھیں۔ آلات عرس کے ساتھ گانا، بیانا میلاد شریف کی محفلوں میں شامل کر دیا گیا تھا۔ ایسے منکرات پر صاحب مدخل نے انکار فرمایا۔ اور ایسے ناجائز امور پر ہر سنی مسلمان انکار کرتا ہے۔ صاحب مدخل کی عبارات سے دھوکہ دینے والوں کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ امام قسطلانی نے ان کا یہ ظلم بھی توڑ پھوڑ کر رکھا ہے۔ حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حق جعفری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:-

وقال الامام السيوطي قدس سره يستحب امام بطل الدين سيوطي رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
 لنا اظہار الشکر لمولده عليه السلام کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت
 انتہی (روح البیان جلد ۹ ص ۵۶) پر شکر ظاہر کرنا ہمارے لیے مستحب ہے۔

ایک شبہ کا جواب

علامہ فاکہانی ماکل نے عمل مولد کو بدعت مذمومہ کہتا ہے۔ اس کا کیا جواب ہوگا؟

جو ابانگذارش ہے کہ فاکہانی ماکل کا عمل مولد مقدس کو معاذ اللہ بدعت مذمومہ کہنا خود مذموم ہے۔ عمل مولد کی اصل میں وہ تمام احادیث ہیں۔ جن میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر اپنی پیدائش کا حال بیان فرمایا۔ اور اپنی نعت شریف پڑھنے کے لیے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ علامہ اہل حق نے عمل مولد کی اصل کو ثابت مانا ہے۔ ایسی صورت میں اس کو بدعت مذمومہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ دیکھئے علامہ علی بن برہان الدین الملبی سیرۃ حلبیہ میں فرماتے ہیں:-

وقد استقر جملہ الحفاظ بن حجر اصلا بے شک عمل مولد کے لیے ابن حجر نے سنت
 من السننہ وکذا الحفاظ السيوطي ورد سے اصل نکال ہے۔ اور اسی طرح حافظ سیوطی
 علی الفاکہانی المالکی فی قولہ نے بھی۔ ان دونوں نے فاکہانی ماکل پر اس
 ان عمل المولد بدعت مذمومہ۔ انتہی کے اس قول میں سخت رد فرمایا ہے۔ کہ (معاذ اللہ)
 (سیرۃ حلبیہ جلد ۱ ص ۲۸)

نیز مجمع بحار الانوار میں ہے:-

منظہر منبع الانوار والرحمة شہر ربیع الاول دانہ شہراً مرمواً باظہار الفرح فیہ کل عام۔
 ربیع الاول کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار مسرور کا حکم دیا گیا ہے۔
 (مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۵۵۰)

اور ثابت بالسنتہ میں ہے:-

ولا زال اهل الاسلام یحفلون بشہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
 اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کے زمانے میں۔
 (ثابت بالسنتہ ص ۹)

اس مقام پر حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پوری عبارت کہتی

ہے۔ جو سواہب الدنیا سے ابھی نقل کر چکے ہیں۔

الدلائل فی مبشرات النبی اہلین میں بائیسویں حدیث کے ذیل میں ہے :-

”وہ شاہ عبدالرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

میں ہر سال ایام مولد شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا ہے۔ ایک سال تو سال کی وجہ سے مجھے ہوتے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا۔ میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی چنے ہوتے چنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چنوں سے بہت مسرور اور خوش ہیں۔“

(الدلائل ص ۵۱)

مولد النبی میں ابی جوزی محدث شافعی نے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تمام بلاد عرب و عجم میں ماحل میلاد مبارک کے انعقاد کا ذکر فرمایا ہے۔ بخوبی طوالت صرت حوالہ پراکتفا کیا۔

انسان العیون، تفسیر روح البیان اور شہنام اداویہ، فیصلہ ہفت مسئلہ میں بھی میلاد شریف کی مبارک محفلوں کے انعقاد کا بیان مذکور ہے۔ انشاء اللہ العزیز قیام میلاد کے ذیل میں ان کی عبارات ہدیہ ناظرین ہوں گی۔

قیام میلاد اور صلوة و سلام

بعض لوگ میلاد پاک میں قیام تعظیمی اور صلوة و سلام کو بھی بدعت مذمومہ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ ان کے اکابر علماء اور شائخ میں بھی جاری رہا۔ اور جلیل القدر ائمہ دین اور اعلام امت عمل مولد و قیام میلاد کے مایل رہے۔

انسان العیون (سیرۃ علیہ) میں ہے :-

ومن الفوائد انه جرت عادة من الناس اذا سمعوا بصد کر وضعه صلی اللہ علیہ وسلم ان يقوموا تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وسلم وهذا القیام بدعة لا اصل لها اے لیکن ہی بدعت حسنة لانہ لیس کل بدعت مذمومة۔

(سیرۃ علیہ مبارک قول ص ۹)

آگے چل کر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں :-

وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامة ومقدم الائمة دینا وورع الائمة نفی الدین السبکی وتابہ علی ذلك مشائخ الاسلا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت قیام پایا گیا ہے۔ امت محمدیہ کے جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی جو دینی اور تقویٰ میں ائمہ کے مقتدار ہیں اصحاب پر ان

فی عصره فقد حکى بعضهم ان الامام
السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء
عصره فانشد منشد قول
الصرصری فی منحة صل الله علیه وسلم.

۵

قلیل المدح المصطفی الخبایا لذهب
علی ورق من خط احسن من کتب
وان تخضع الاشراف عند سماعة
قیام صفوفا وحبیثا علی الרכب
فقد ذلک قال الامام السبکی رحمه الله
وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر بلک
المجلس ویکنی مثل ذلک فی الاقتدار
انتهی

(سیرة علیہ مبداء اول ۸۰)

کے تابع ہوئے۔ تمام مشائخ اسلام جو ان کے
جمعہ کرتے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام سبکی کے
پاس ان کے جمعہ علماء کرام بجزرت جمع ہوئے
ایک مدراج رسول نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی مدح میں مصرعی رحمة اللہ علیہ کے یا شمار

پڑھے ۵

”اگر چاندی پر سونے کے حروف ۵
بہترین کاتب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح لکھتے
تب بھی کم ہے۔“

بیشک عزت و شرف والے لوگ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل شکر و تحسین سے
قیام کرتے ہیں۔ یا گفتگوں پر و دواز نو ہوتا ہے
یہ استعداد کون کر تمام اہل مجلس، مشائخ و علماء
بھی کھڑے ہو گئے اور اس وقت بڑا انس حاصل
ہوا۔ مجلس پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی
اور اس قسم کے واقعات مشائخ و علماء کی اقتدار
کے بارے میں کافی ہوتے ہیں۔ انتہی

ثابت ہوا کہ مسئلہ قیام میلاد میں امام سبکی اور ان کے جمعہ مشائخ و علماء کی اقتدار کافی ہے۔
بالکل یہی مضمون اور منقول بالا دونوں شعر اور اس کے بعد امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام
رفقاء اہل مجلس کا قیام ملا مشائخ محمد امین حتیٰ برسوی خفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان میں ارقام
فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے تفسیر روح البیان جلد ۹ ص ۵۶۔

اور حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں:-
”اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ
ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و
لذت پاتا ہوں۔“

(فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ قومی پریس کانپور ۵۷)

یہی حاجی امداد اللہ صاحب شہان امدادیہ میں فرماتے ہیں:-
”اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت
قیام میں حاصل ہوتی ہے۔“

(شہان امدادیہ ص ۸۵)

محفل میلاد مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے میں حاجی امداد اللہ صاحب
مہاجر کی رحمة اللہ علیہ شہان امدادیہ میں فرماتے ہیں:-

”ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تازہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء
جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے، پھر
کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے
البتہ وقت قیام کے امتناع و تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف
آوری کیا جائے۔ مضائقہ نہیں۔ کیوں کہ غلق مقید بزبان و مکان
ہے۔ لیکن عالمِ امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرما ذات
بارکات کا بید نہیں۔ انتہی

(شہان امدادیہ ص ۹۱)

دنیا میں کر دروں بلکہ محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں۔ لیکن کسی محفل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہ
فرمانا حضرت حاجی صاحب کے نزدیک بعید نہیں۔ اور خود کی تشریف آوری کا خیال کرنا ہی شرفا کوئی

مضائق نہیں رکھتا۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے منکر ہیں۔ اس اعتقاد کو معاذ اللہ کفر و شرک سمجھتے ہیں۔ وہ شہام اداہد کی منقولہ بالا عبارت کو غور سے پڑھیں۔

دعا یہ امر کہ قیام میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی دلیل ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ارشاد خداوندی ہے ”صلوا علیہ وسلموا سلیمان“ مطلق ہے۔ ہر وہ حالت جو شرعاً صلوٰۃ و سلام کے لیے کردہ اور مناسب نہیں۔ آیت کریمہ کی رو سے اس میں صلوٰۃ و سلام جائز ہوگا ساتھ ہی یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قیام میلاد و ذوق و شوق کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ حال درود و سلام کے لیے موزوں اور مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت ”یا“ حرف ندا کے ساتھ بعیدہ منقلب صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ کیوں کہ حالت ذوق میں محبوب کو خطاب کرنا فطری امر ہے۔ اور ”یا“ حرف ندا سے خطاب کو ناجائز سمجھنا انتہائی محروم انقسمتی کی دلیل ہے۔

ادرا و فتویٰ میں ص ۳۷ سے ص ۳۸ تک ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ کا درود موجود ہے۔ اور اس میں ستر مرتبہ ”یا“ حرف ندا کے ساتھ صلوٰۃ و سلام دار ہے۔ اس میں ادرا و فتویٰ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انتباہ فی سلاسل اولیاء میں فرما رہے ہیں۔

”وہم سلام و دعا و فتویٰ خرائد شہد شہد“ جب سلام پھیرے اور ادرا و فتویٰ پڑھنے میں مشغول کہانہ تبرکات الفاس ہزار و چہار صد ولی کامل ہو کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے مقبرہ کے جمع شدہ است؟ کلام سے ص ۳۷ سے ص ۳۸ تک

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۳۷) مطبوعہ آرمی برقی پریس ڈبلی

الْحَمْدُ لِلَّهِ

جس سے بیان کردہ حوالہ ہات و عبادات سے اعتقاد و محفل میلاد کا استہجاب اور قیام میلاد و صلوٰۃ و سلام کا جائز اور موجب از دیار محبت و باعث ذوق و شوق ہونا اچھی طرح

واضح ہو گیا۔ معتز ضیاء کے شکوک و شبہات کے جواب میں اسی طریقے سے دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سید عالم نور محمد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں اپنے مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سید احمد سفید کاظمی غفرلہ

جناح روڈ ساہیوال

مکتبہ فریدیہ

ملائے اہل سنت کی تعاضات بالخصوص المنصرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب بایونی و حضرت علامہ قلی محمد سید شاہ صاحب کاظمی مدظلہم العالی کی قدیم و جدید تالیفات اور اردو، عربی، فارسی، دکنی و غرض ہر قسم کی عمدہ ادبی کتب میں دنیا کی مابقی ہیں۔

ساہیوال میں اہلسنت و جماعت کا کوئی مرکزی کتب خانہ موجود نہ تھا۔ اس لیے

مکتبہ فریدیہ قائم کیا گیا ہے۔ جو نہایت اعلیٰ معیار

کا کتب خانہ ہے۔ اور اہلسنت کی تمام دینی و مذہبی کتب مہیا کر رہا ہے۔ اہلسنت خاص توجہ فرمائیں۔

مانند نعمت کی چشتی

مندرجہ بالا حضرت سید محمد مرغوب صاحب اختر الامادی مدظلہ العالی جید آباد
 اختر برج رفعت پہ لاکھوں سلام آقا پ رسالت پہ لاکھوں سلام
 مجتبیٰ شان قدرت پہ لاکھوں سلام مصطفیٰ جانِ حمت پہ لاکھوں سلام
 شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
 جن کی عنایت پہ مدد و تاجِ حرم جس کی زلفوں پہ قرباں بہا حرم
 نوشتہ بزمِ پروردگارِ حرم شہر یارِ ارم ، تاجدارِ حرم
 نور بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
 روجِ دانشمندانہ پہ دائم درود سخنِ روستے بجٹے پہ دائم درود
 تاجدارِ تدنئے پہ دائم درود شبِ اسرا کے دولہا پہ دائم درود
 نوشتہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
 جھک گیا جس کے آگے ادب سے حرم رفعت لامکاں جس کے زیر قدم
 کمر گئے نصب پوششِ جنت میں مسلم سرورِ نازِ قدم مغنِ رازِ حکم
 یکہ تانہ فضیلت پہ لاکھوں سلام
 جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانہ منہ سے بولیں شجر ، دیں گواہی عہد
 وہ ہیں محبوبِ رب مالکِ بحر و بر صاحبِ رجعت شمس و شق القمر
 نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
 کتنی ارفع ہے شانِ مبیبِ خدا مالکِ دوسرا ، سرورِ انبیاء
 تقدیٰ جن کے سب ، سب کا جو مقدا جس کے زیرِ لوا ، آدم و من سوا
 اُس سرائے سعادت پہ لاکھوں سلام
 یہ سراپا عین ، رب ہے مطلق جمیل اب نہیں اس میں گنہائشِ قال و قیل

یہ بھی اک ایک ہے ، جیسے رب بے دلیل بے ہیم و قسیم و عدیل و مثیل !
 جو ہر فردِ عزت پہ لاکھوں سلام
 روز و شب سرورِ انبیاء پر درود ہر گھڑی ہر نفسِ مصطفیٰ پر درود
 گنجِ ہر زاہد و پارسا پر درود کنزِ ہر بیکس و بے لوا پر درود
 عزیزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
 جو ہیں غنوارِ شاہ و گدا ہر نفس جن کے جلووں سے معدوم حرمِ نبوی
 ساری دنیا ہے جن کی نمک خوار بس خلق کے وادرس سب کے فریادرس
 کہتے روزِ معیبت پہ لاکھوں سلام
 مجھ سے بچاؤ کی طاقت پہ لاکھوں درود مجھ سے بے کل کی راحت پہ لاکھوں درود
 مجھ سے بے گھر کی جنت پہ لاکھوں درود مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود
 مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام
 خسرو بزمِ توسین و عرش و دنے درۃ التاج سلطانی محلِ اتی
 نور شمس الضحیٰ ، غلّ بدر الدجی .. شمع بزمِ دنے جو میں لم کنی آنا
 شرحِ معنی ہویت یہ لاکھوں سلام
 بیقراروں کی راحت پہ اعلیٰ درود !! غمزدوں کی مسرت پہ اعلیٰ درود
 لی مع اللہ شامیت پہ اعلیٰ درود ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
 حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
 رہبرِ دین و دنیا پہ بے حد درود شافعِ روزِ عقبیٰ پہ بے حد درود
 ہم ضعیفوں کے ملجا پہ بے حد درود ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
 ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
 جس پہ قرباں ہیں ، طوبیٰ کی رعنائیاں طائرانِ قدس جس کی ہیں قسریاں

اُس سہی سرورِ قیامت پہ لاکھوں سلام
جس کی توصیف والعباس طلبہ صفا
جس کی تفسیر والشمس اور والفضلی
جس کی تعریف "مطلق جمالِ خدا" وصف جس کا ہے "آئینہ حق نما"

اُس خدا سازِ عظمت پہ لاکھوں سلام
رفیقیں بہرِ سجدہ جہاں خشم رہیں
روز و شب کعبہ و لامکاں خشم رہیں
بہرِ آداب کردہاں خشم رہیں
جس کے آگے سرِ سرورِ خشم رہیں

اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
"منہ اندھیرے" ضیائے سحر کی رمق
"مہج کے غطے" یا پردہ شب ہے شوق
"چرخِ دلیل" پر "والضیٰ کی شفق"
"لیلۃ القدر" میں "مطلع الفجر" حق

لاگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
وصفِ گوشِ نبی اور میں کج زبان
ہے "سجود القصر" اسمع جن کی شان
جن پہ قربان، حسنِ سامت کی جان
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے چہرے پہ جلوں کا پہرا رہا
نجمِ دہلہ کی جہدِ مرث میں چہرا رہا
حسنِ جس کا ہر اک "چمب" میں گہرا رہا
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
لامکاں کی جبینِ سجدہ جھسکی
رفعتِ منزلِ عرشِ اسلِ بھسکی
غفلتِ قبضہ دین و دنیا بھسکی
جن کے سجدے کو حساب کعبہ بھسکی

اُن بنودوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
جس کے جلوے زمانے میں چھانے گئے
جس کے منورے اندھیرے ٹھکانے گئے
جس سے غفلت کدے نورِ پانے گئے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے!

اُس پمک والِ رنگت پہ لاکھوں سلام
جس کے کمالی مقالات وحیِ خدا
جس کے فیہی اشارات وحیِ خدا
جس کے الفاظِ آیات وحیِ خدا
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا

چشمِ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
قلمِ معرفت، نہرِ مسد فلان بنے
بحرِ توحید، دریائے ایمان بنے
مینِ سرِ چشمہ، آبِ حیات بنے
جس سے کھاری کنویں شیرہ جاں بنے
اس زلالِ ملاوت پہ لاکھوں سلام

رحمتِ حق کی ہونے لگیں بارشیں
دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں!
وہ زباں جس کو سب کُن کی کنبی کہیں
اُس کی نافذِ حکومت پہ لاکھوں سلام

جس کے تابع میں، مقبولیت کے اصول
منہر جس پہ ہے رحمتوں کا نزول
وہ دُعا جس پہ مدتے درود کے پھول
وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول!

اُس نسیمِ اہابت پہ لاکھوں سلام
مضطرب غم سے ہوتے ہنس پڑیں
رنج سے جان کھوتے ہوتے ہنس پڑیں
بختِ جاگ انھیں سوتے ہوتے ہنس پڑیں
جس کی تسکین سے روتے ہوتے ہنس پڑیں

اُس جسمِ کی عادت پہ لاکھوں سلام
دین و دنیا دینے، مال اور زر دیا!
حور و غلمان دینے، خلد و کوثر دیا!
دامِ مقصدِ زندگی بھس دیا!
ہاتھ جس سمت اُٹھا غصہ کر دیا!

موجِ بحرِ سامت پہ لاکھوں سلام
ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں
کوئی مثلِ یزدانہ دیکھا نہیں!
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانہ نہیں
جس کو بارِ دُعا کی پرداہ نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

عاصیوں کی بھلائی کے چمکے ہلال ! قید غم سے رہائی کے چمکے ہلال !
ملوہ مصطفائی کے چمکے ہلال ! عیدِ شکل کشائی کے چمکے ہلال !

ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

عقلِ حیدر ہے اور اک کو ہے جنوں کیفیت ہے سر بہ سجدہ خسرو سرنگوں
کون پہنچا ہے، تا حدِ سرِ دروں دل سمجھ سے در ہے مگر یوں کہوں

غنیہ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

آسمان ہلک اور جو کی روئی نذا لامکاں ہلک اور جو کی روئی نذا
کنن ہلکاں ہلک اور جو کی روئی نذا نکل جہاں ہلک اور جو کی روئی نذا

اس شکر کی قناعت پہ لاکھوں سلام

بے بسوں کی قیامت پر کھنچ کر بندھی بے بسوں کی رفاقت پر کھنچ کر بندھی
عاصیوں کی امانت پر کھنچ کر بندھی جو کہ عزمِ شفاعت پر کھنچ کر بندھی

اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

جب ہوا ضرور نکلے دین و دنیا کا چاند آیا غلوت سے ہلوت میں اسرا کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطح کا چاند جس سہانی گھسٹ می چمکا طیبہ کا چاند

اُس دلِ افروزِ سعادت پہ لاکھوں سلام

فتنا پر دو عالم ہے، اُن کا وجود وہ سرا پاکرم ہیں، برپا وود
اُن پہ جوتا ہے آبدان رحمتوں کا وود پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے وود

یا دگار کی اُمت پہ لاکھوں سلام

مثلِ نادرِ طیب پہ اُنہاں کریں اُن کا بخشش کا طفلِ مینا ساں کریں
پاسِ حقِ رناعت کا بُراں کریں بجائیوں کے لیے ترکِ پستان کریں

دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

دل کش دو لبِ با پیاری پیاری پھین خود پھین نے بھی دیکھی نہ ایسی پھین
جس پہ قربان اچھی سے اچھی پھین اللہ اللہ وہ بچنے کی پھین

اُس خدا بھائی صورت پہ لاکھوں سلام

کیفِ خوشبوئے ایمان فضا پر وود مشکِ افشاں معطر ہوا پر وود
بند کیوں کی شرم و حیا پر وود اُنھے بوٹوں کی نشوونما پر وود

کھینے غنیمت کی محبت پہ لاکھوں سلام

مولدِ ذاتِ یکتا پہ یکتا وود آمدِ شامِ والا پہ اسلے وود
تا قیامت شبِ وروزِ صدا وود فضلِ پسنداشی پہ ہمیشہ وود

کھینے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

مرزِ گفتارِ حضرت پہ شیریں وود شہدِ آمیزِ لذت پہ شیریں وود
سافرِ شیر و شربت پہ شیریں وود میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں وود

اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

اک ادا ہے خدا بھائی، اطوار میں شانِ محبوبیت کی ہے، کردار میں
دشت میں یا دِ حق ہے، کبھی غار میں روزِ گرم و شبِ تیسر و تار میں

کوہِ دُخرا کی غلوت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ نیکیں ہیں، سماک و سمک جس کے حلقے میں ہیں چاند سورج ٹلک
جس کا بسکہ رواں، فرش سے عرش تک جس کے گہرے میں ہیں، انبیا ٹلک

اُس جہانگیرِ بخت پہ لاکھوں سلام

شرم سے آنکھ تار سے جھپکنے لگے ! منہ نہ دہرِ حیرت سے تھکنے لگے
ذرتے خورشید بن کر چمکنے لگے ! اندھے شیشے جھلمل دکنے لگے !

جلوہ بریزی دعوت پہ لاکھوں سلام

وقفِ محمد و ثنائِب پہ بے مد درود ہر گھڑی ذاکرِ رب پہ بے مد درود
اُن کے ہر طور، ہر ڈھب پہ بے مد درود لطفِ بیداری شب پہ بے مد درود

عام خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام

خود سروں کی تنی گردنیں جھک گئیں سرکشوں کی انہی گردنیں جھک گئیں
تمہی جو اونچی وہی گردنیں جھک گئیں جس کے آگے کھنی گردنیں جھک گئیں

اُس ندا و اشوکت پہ لاکھوں سلام

فرق، مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی قصہ طور و مسداج سمجھے کوئی !
کوئی بے ہوش، جلوں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا؟ یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

تھے صحابہ میں یوں آمنہ بی کے لال بیٹھے تاروں کی جھڑپ میں بد رکمال
حلقہ نور میں نمیتہ لازوال !! گرد و دھول دستِ انجم میں رخشاں ہلال

بدر کی دفعِ غفلت پہ لاکھوں سلام

اُن کے پاکیزہ گیسو پہ لاکھوں درود ان کی عنبرِ فشاں بو پہ لاکھوں درود
اُن کے آئینہ رو پہ لاکھوں درود ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود

اُن کی ہر نحو و خصلت پہ لاکھوں سلام

ذاتِ یکتا کے اُن پر کرو درود درود ربِّ کعبہ کے اُن پر کرو درود درود
حق تعالیٰ کے اُن پر کرو درود درود اُن کے مولیٰ کے اُن پر کرو درود درود

اُن کے اصحاب و معترت پہ لاکھوں سلام

جس میں پاکیزگی کے "گل" ایسے کھلے جس سے عفت کے "گلشن" معطر ہوئے
خلیہ نقیص و معصیت مہک جس سے بے آپِ تلہیر سے جس میں پودے بے

اُس ریاضِ نہایت پہ لاکھوں سلام

منہجر "مصدرِ ذاتِ ربِّ قدیر" جن کے دیکھے سے ہوتے ہیں روشن ضمیر
"نارِ توحید" کے تمہاتے منیر خونِ "ضمیرِ الرسل" سے ہے جن کا ضمیر

اُن کی بے ثلث طینت پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ سلطانِ ہر دوسرا ! نورِ چشمِ جنابِ حبیبِ خدا
عینِ لبتِ دلِ سرورِ انبیاء اُس بتولِ بکر پارہِ مصطفیٰ

حجۃ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

سادقہ، صالحہ، صائمہ، صابرہ، صاف دل، نیک خو، پارسا، شاکرہ
عابدہ، زاہدہ، ساجدہ، ذاکرہ ستیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ

جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

گوہرِ فاطمہ، مرکزِ اقیار... پسرِ مرتضیٰ، مرجعِ امفیاد
نور، نورِ خدا، سرورِ اولیاء حسنِ مجتبیٰ، ستیدہ الاسنیاء

راکبِ دوشِ مسندت پہ لاکھوں سلام

شہرِ صمد کا شاہِ گلگونِ قبا ! کشتہ ہر جفا شاہِ گلگونِ قبا
وہ قتیلِ رضا، شاہِ گلگونِ قبا ! اُس شہیدِ بلا، شاہِ گلگونِ قبا

بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

فرش پر تھی مگر عرشِ منزل ہوئی یعنی جلوہ گہِ حسنِ کامل ہوئی
عرشِ دالے کے جلووں کی حامل ہوئی عرش سے جس پر تسلیم نازل ہوئی

اُس سراپے سلامت پہ لاکھوں سلام

شمعِ تابانِ عرشِ آستانِ نبی غم گارِ نبی، طبعِ دانِ نبی
راحتِ قلب و روحِ روانِ نبی ! نبتِ صدیق، آرامِ جانِ نبی

منظہر جہد امجد ، امام الرشید ! خاص فرزند ارشد ، امام الرشید
سعد و مسعود و اسعد ، امام الرشید ! سید آل محمد ، امام الرشید
گلِ رومنی ریاضت پہ لاکھوں سلام

جس کی سرکار ہے ، بارگاہ قبول جس کے دربار میں اولیاء ہیں شمول
جس پہ ہے ، رحمتِ مصطفیٰ کا نزول حضرت حمزہ شیر خدا اور رسول !

زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام
غنیہ "باغ" جو دو نور الی رسول پر تو "شیخ" جاہ و جلال رسول
جلوہ "طور" حسن و جمال رسول نور جان عطرِ محبوبہ آل رسول
میرے آتائے نعمت پہ لاکھوں سلام

بھیک لیتے ہیں ، جس دے اہل مراد غم جہاں اصفیاء کا سراقتاد
مرکزہ "منظہر" نورِ تکلِ یحییٰ و زیب ستارہ سجاد نوری نہاد

احمد نور طینت پہ لاکھوں سلام
ہے فدایا کرم بار تیسری جناب از طفیل جناب رسالت تاب
وہ کہ جن کا ہے یسین طہ خطاب بے عذاب و عذاب و حساب و کتاب
تا اہل سنت پہ لاکھوں سلام

میں بھی ہوں اک گداۓ در اولیاء میں بھی ہوں اک سگ کوئے غوثِ اولیاء
میں بھی ہوں ذرہ کو چپہ مصطفیٰ تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا

بندہ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام
تیری رحمت ہے ، ان پہ پر تو فگن ان پہ ہو سایہ لطف ، شاہِ زمیں
ویرنک یہ درخشاں رہے انجمن میرے استاد ماں باپ بھائی بہن
اہلِ ولد و شیرت پہ لاکھوں سلام

وہ فنی کیوں نہ تقدیر کا جو دمنی جس سے پائے ہوں دو لعل کا انہی
شریع نور علی نور ہے زندگی ! ذرہ منشورِ قسراں کی سلک بھی
نورِ درجہ و نورِ عفت پہ لاکھوں سلام

گنجِ لطف و کرم ابرِ جود و عطا حاتمِ دولتِ شاہِ ارض و سما
سرورِ استیاء ، سید الافنیاء بیسنی عثمان صامب قیصرِ ہدی

حدہ پوششِ شہادت پہ لاکھوں سلام
سردہ اولیائے زمان و زمین مرکزِ معرفت ، اصلِ مولا یقین !
باپِ علم شہنشاہ دنیا و دیں مرتضیٰ شیر حق ، اسٹیجِ ان شمعین
ناتی شیر و شیرت پہ لاکھوں سلام

شیخ راہِ ہدئے ، وجہ وصلِ خدا ذاتِ شکل کشا ، وجہ وصلِ خدا
حیدری سلسلہ ، وجہ وصلِ خدا اصل نسلِ سفا ، وجہ وصلِ خدا

باپِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
اندر شکرِ ناتھانِ زمین ! تیغ انا فتحا ہے جو مہرِ یگن
بازوئے مصطفیٰ ، پنجہ پنجین شیرِ شیرین ، شاہِ غیرِ شکن
پر تو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کی خوشی صرفِ جن کی طلب ہے خدا کی رضا ، زندگی کا سبب
شاملِ خلقِ دینِ محسوبِ رب مومنین پیشِ فتح و پسِ فتح سبب

اہلِ غیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
اُس نگر کا مقدر ہے کس ادج پر اُس کی تقدیر ہے کس قدر بختر
اُس نظر پر خدا تاب چشمِ سحر جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر
اُس نگر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

اُبر جو د عطا کس پہ ؟ برسانہیں تیرا لطف و کرم کس پہ ؟ دیکھا نہیں
کس جگہ ؟ اور کہاں ؟ تیرا قبضہ نہیں اک میرا ہی رحمت پہ دعوئے نہیں

شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

آفتاب قیامت کے بدلے ہوں طور جبکہ ہو ہر طرف "نفسِ نفسی" کا شور
جب کسی کا کہیں پر نہ چلتا ہو زور لاکھوں محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور

بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مرشدی شاہ احمد رضا خان رضا فیض یاب کمالاتِ حسانِ رضا
ساتھ اختہ بھی ہو زمزمہ خواں رضا جبکہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مطلقاً جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اسلام اے سبز گنبد کے مکین اسلام اے رحمتِ عالمین

اسلام اے باکمال و باجمال اسلام اے بے نظیر و بے مثال

اسلام اے حُسن کے ماہِ تمام کو فلانوں کا فلانہ سلام

دستِ بستہ میں کھڑے حاضرِ فلان عرض کرتے ہیں فلانہ سلام

یا الہی از پئے زلفِ رسول یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

اے سخی تیرا سخی دربار ہے۔

گر کرم کر دو تو بیسٹا پار ہے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

کتابتِ تعلیم کنندہ : مولانا محمد سعید صاحب سعیدی خلیفہ جامع مسجد نور غانیوال